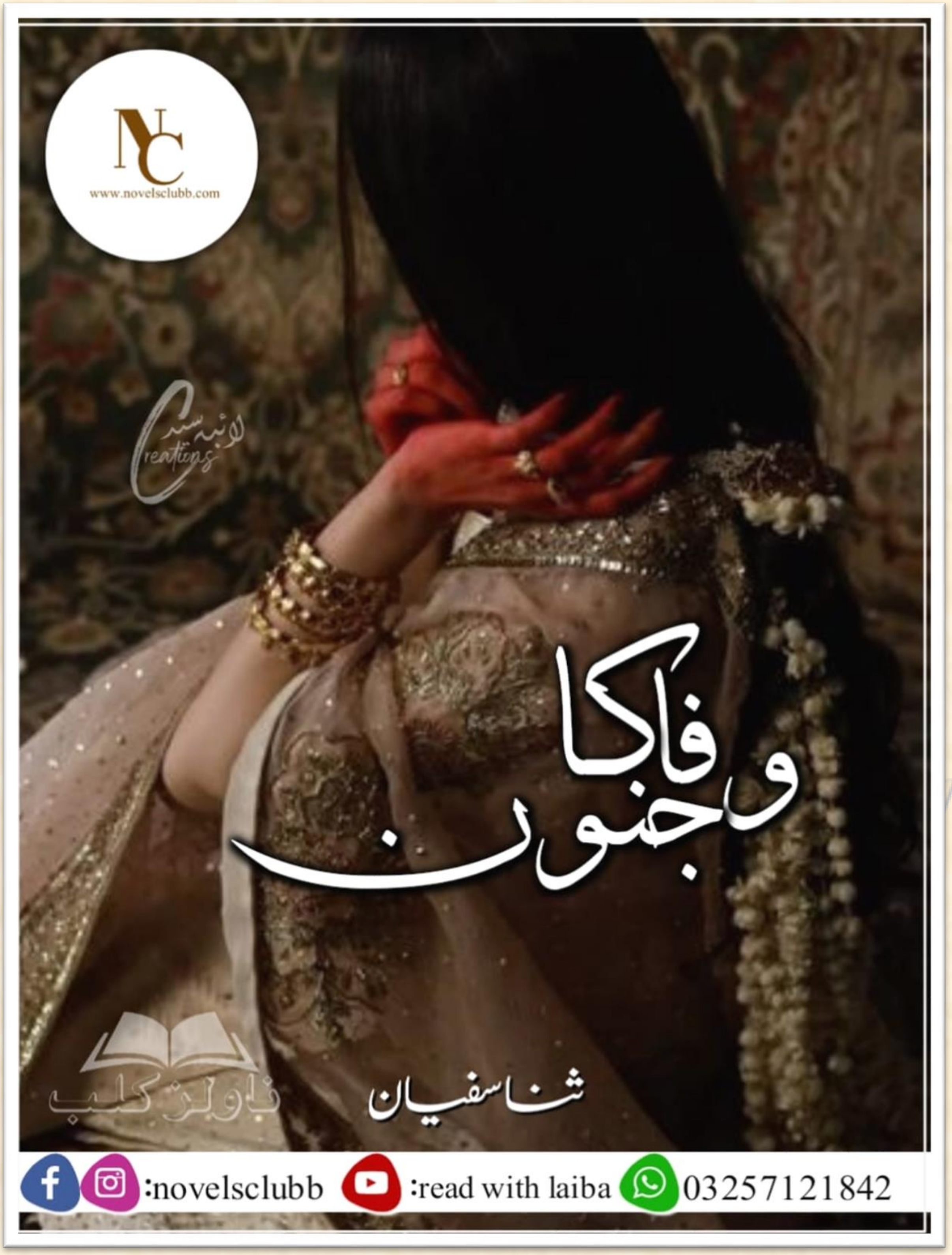

www.novelsclubb.com
وفا کا جنون
ثنا سفیان
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

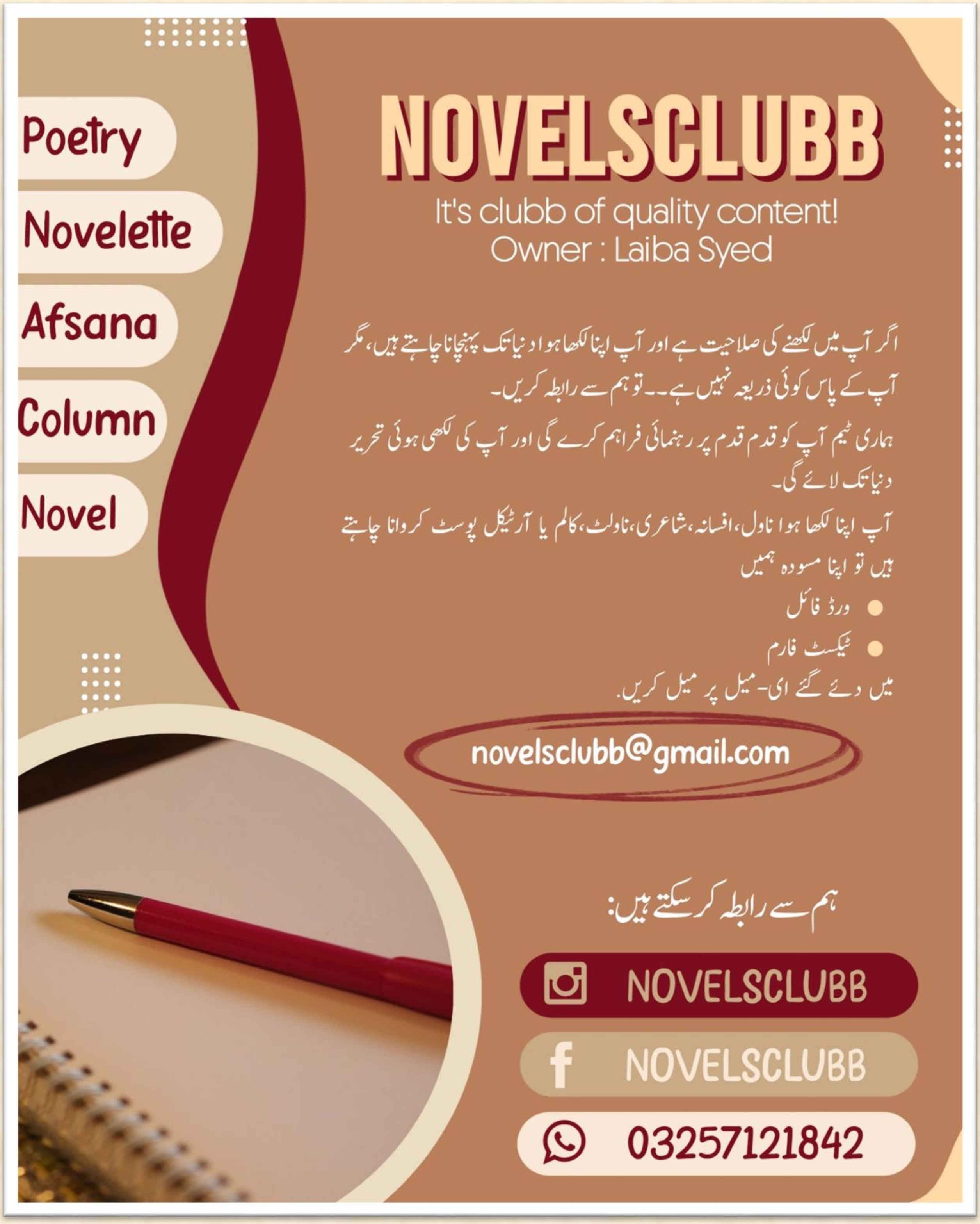
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

وفا کا جنون

از قلم

ثناء سفیان خان

Clubb of Quality Content!

لوگوں کی چہل پہل کے ساتھ ہی نیوز اینکر کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ کوئی میڈیا روم میں تھا تو کوئی اس وقت خبریں لانے گیا تھا۔ سبھی اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔

بلو جنس پر فیروزی جارجٹ کے فراق میں ہمرنگ دوپٹہ کندھے پر رکھے سر پر سیاہ اسکارف اوڑھے وہ بہت ہی پرکشش لگ رہی تھی۔۔

ایک فون کال موصول ہونے کے بعد وہ فوراً اپنا ضروری سامان لیتے ہوئے پہلے آفس روم کی طرف بڑھی اور اجازت ملتے ہی اندر داخل ہوگئی۔۔

"سر مجھے ایک لیڈ ملی ہے، میں بس وہیں کے لئے نکل رہی ہوں۔۔!!" نیوز چینل کے ایڈیٹر ان چیف فرحان صدیقی سے ان کے نیوز چینل کی سب سے ٹاپ کرائم رپورٹر دعا چودھری اسے انفام کررہی تھی۔۔

"کیسی لیڈ۔۔؟" کرسی پر بیٹھا شخص اس لڑکی کے پرسکون چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ نیوز بہت بڑی ہوگی اس لئے ہی وہ پرسکون نظر آرہی ہے۔۔

"سر پاشا کے آدمیوں اور ایک گینگ سے ان کی کوئی ڈیل ہے جو ابھی ایک ہوٹل میں ہونی ہے۔ سر میں اپنی جان لگا کر پوری کوشش کرونگی کی ان کی ایک ایک حرکت اپنے کیمرے میں لے کر آؤں، کیونکہ ایسے لوگوں کا چہرہ سرے عام کرنا بہت ضروری ہوگیا ہے۔ سر اس

پاشا کا پردہ فاش جب ہمارے چینل سے ہو گا ناں تو تبھی ہمارا چینل نمبر ایک چینل بنا رہے گا۔۔!!" وہ چھوٹی سی لڑکی بہت پر عزم تھی، ان لوگوں کے لئے نفرت اس کے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی۔۔

"دعا وہی پاشا ناں جو پچھلے کئی سالوں سے روپوش ہو گیا تھا لیکن اب پھر دوبارہ اپنا پیر جمانا شروع کر چکا ہے۔۔!!" فرحان صدیقی کے چہرے پر الجھن در آئی۔۔

"ہاں سر وہی پاشا جس نے ایک کالج کی لڑکیوں کے گروپ کو کڈنیپ کرنے کے بعد تعوان نہ ملنے کی صورت میں مار کر پھینک دیا تھا۔ سر آج کل شہر میں پھر سے کرائم بڑھ گیا ہے۔ یہ لوگ دن دھاڑے کسی کو بھی مار کر پھینک دیتے ہیں، رحم تو ان کے اندر ہے ہی نہیں۔۔!!" وہ تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے اب اجازت طلب کرنے لگی۔۔

"دعا چودھری اپنا پورا خیال رکھنا اور اپنے موبائل کے لوکیشن آن رکھنا، مدد کی ضرورت ہو تو کسی اور کو بھی ساتھ لے جا سکتی ہو۔۔!!" وہ فکرمندی سے تاکید کرنا نہیں بھولا۔۔

"نہیں سر آج تک میں تنہا ہی اپنا کام کرتی رہی ہوں، آج بھی تنہا ہی جاؤنگی۔۔!!" وہ پورے عزم کے ساتھ اپنے وطن کی خدمت کے لئے تیار تھی۔ اسے جنون کی حد تک اپنے وطن سے محبت تھی، ڈر نام کی تو چیز ہی نہیں تھی دعا کے اندر، ہاں لڑکیوں والا ڈر تو کوئی نہیں جانتا کہ

کس کے اندر ہے اور کس کے نہیں۔۔؟ دعا کو بھی کاکروچ، چھپکلی اور چوہے، یہ تین چیز اسے کسی گینگ کے بہت بڑے غنڈے لگتے تھے۔اصلی غنڈوں کو دیکھ کر دعا کی چیخ نہیں نکلتی تھی لیکن چوہے، چھپکلی اور کاکروچ کو دیکھ کر دعا کی ایسی چیخ نکلتی تھی کہ نشا کی دوا لے کر گرا ہوا انسان بھی اٹھ جائے۔۔

★

شہر مصنوعی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔شام تاریک رات میں تبدیل ہو چکی تھی۔اسے ہوٹل پہونچتے شام کے پانچ بج گئے تھے۔اپنے بالوں کو سائیڈ پف بنا کر کلپ پر اسپائی کیمرہ سیٹ کیے وہ اندر چلی گئی۔۔

بہت خوبصورت ہوٹل تھا۔وہ سیڑھیوں سے جیسے ہی دوسرے فلور پر پہنچی اپنی ہی دھن میں مگن وہ سامنے سے آتے ہوڈی پہنے ہوئے مضبوط توانا شخص کو نہ دیکھتے ہوئے اس سے ٹکرا گئی۔۔

اتنی شدید سر میں چوٹ لگی کہ وہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانے کی وجہ سے فرش پر گھٹنوں کے بل گر پڑی۔۔

"یااللہ۔۔! یہ انسان ہی تھا یا ہمالیہ پہاڑ۔۔؟"وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اس انسان کو گھورنا چاہا لیکن وہ اسے دور جاتا ہوا دکھائی دیا۔۔

کیسا بے حس شخص تھا جس کے اندر مینرز نام کی کوئی چیز ہی نہیں تھی۔لڑکی سامنے گری پڑی ہے اور اس انسان نے پوچھنا تک گوارا نہیں کیا۔۔

"آج کل کے لوگوں میں تو اخلاق نام کی چیز ہی نہیں ہے۔میں اگر کسی کو اس طرح ٹکر مارتی اور سوری نہیں بولتی تو اپنی امی کی چھ نمبروں کے چپل کا دیدار ضرور کر لیتی۔۔!!"اس کی پشت کو گھورتے ہوئے اپنے دل کی گہرائیوں سے اس انسان کو کوسنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو سہلاتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"چل اٹھ دعا اس وقت تمہارے وطن کو تمہاری ضرورت ہے،جب اگلی بار اس ماؤنٹین مین کا چہرہ سامنے آئے تو بے بھاؤ کی سنانا۔۔!!"اس نے دل ہی دل میں خود کو تسلی دے کر آگے بڑھی۔۔

وہ اس بڑے سے ہال کی طرف بڑھی اور اندر سے آتی آواز سن کر وہیں کھڑکی کے قریب کھڑی ہوئی۔۔

دو ماہ سے وہ ان کے پیچھے لگی ہوئی تھی لیکن آج سہی خبر ملنے پر وہ ان تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی اب بس اسے اپنا کام کرنا تھا جو کہ اس کے لئے مشکل نہیں تھا۔۔

اس نے کھڑکی کو ہلکا سا دھکا دیا اور تھوڑی سی جگہ بنا کر کیمرے میں ریکارڈ کرنے لگی۔ کیمرہ اس کے کلپ پر لگا ہوا تھا اس لئے اس کو اپنے چہرے کو تھوڑا سا موڑنا پڑا۔۔

ان لوگوں میں اسی ماؤنٹین مین کو دیکھ کر اس کے چہرے کے تاثرات سخت گیر ہو گئے۔۔

"اوہ۔۔! یہ تو وہی ہوڈی والا ہے، اخلاق سے کھالی انسان، غنڈہ، موالی کہی کا، رُک تمہارا پردہ فاش تو دعا چودھری ہی کرے گی۔۔!!" خود کو پر سکون کرتے ہوئے اس نے بڑی مہارت کے ساتھ ریکارڈنگ کر کے نکلنے لگی جب موبائل اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر گرا اور اس خاموش فضا میں آواز پیدا کر دیا۔۔

ہال میں جمع سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کے ماتھے پر پسینہ چمکا جب اس کو لگا کہ وہ اب پکڑی ضرور جائے گی۔ وہ وہی فرش پر بیٹھ گئی اور موبائل اٹھا کر جھکتے ہوئے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

ان میں سے ایک آگے بڑھنے لگا جب اس خاموش فضا میں ایک بھاری گمبھیر آواز ان کے سماعت تک رسائی حاصل ہوتے ہی وہ وہیں تھم گیا۔۔

"وہیں رک جاؤ، اور پیچھے کے دروازہ سے تم لوگ نکلو، میں وہاں جو کوئی بھی ہوگا اسے دیکھ لوں گا۔۔!!" دھاڑ کی صورت میں نکلتی یہ آواز وہاں ہر ایک کو سہا گئی۔۔

پاشا کا داہنا ہاتھ کہے جانے والا تیجا جو بہت جلدی پاشا کی گینگ میں آکر اس کا یقین جیت لیا اور پاشا کا داہنا ہاتھ بن گیا۔ آج کی ڈیل بھی پاشا کے بجائے تیجا ہی کر رہا تھا۔ تیجا کا چہرہ آج تک اس کی گینگ کے لوگوں نے بھی نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ ایک ہوڈی پہنتا تھا جس سے اسکا آدھا سے زیادہ چہرہ چھپ جاتا تھا۔ صرف تھوڑی اور نچلا ہونٹ، ہلکی داڑھی ہی ہمیشہ ہر کسی کو نظر آتی تھی۔ تیجا کا داہنا گال جلا ہوا تھا اس لئے وہ اپنا چہرہ کسی کو نہیں دکھاتا تھا۔۔

★

چودھری فیملی کی سربراہی کرسی سمیت باقی سبھی کرسیاں کھالی تھی کیونکہ اس وقت ابھی صبح کے سات ہی بجے تھے اور سب لوگ ناشتہ صبح نو بجے کرتے تھے لیکن گھر کی سب سے لاڈلی پوتی اس وقت انہماک سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔۔

"نبا تم تو ایسے ناشتہ کر رہی ہو جیسے تم یونیورسٹی کی کینٹین نہیں جاؤ گی۔۔!!" وہ صبح کا ناشتہ کرنے میں بڑی دل جمعی سے لگی ہوئی تھی جب سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ کر انہوں نے طنزیہ انداز اپنایا۔۔

"دیکھیں پارٹنر سب کچھ اپنی جگہ لیکن مجھے آپ کا طنز کچھ خاص ہضم نہیں ہوا، یار آپ کے لئے اپنی نیند کی قربانی دے رہی ہوں کیا یہ کافی نہیں ہے جو آپ مجھ معصوم سی بچی پر ترس کھانے کے بجائے گھورنے کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔۔!!" بڑی ہی معصومیت سے جواب گوش گزار کیا گیا۔۔

"چلو اب میرے لئے یہ احسان عظیم کر ہی دیا ہے تو ایک اور احسان کرو کہ گاڑی میں چل کر بیٹھو، مجھے آج آٹھ بجے تک یونیورسٹی ہر حال میں پہنچنا ہے۔۔!!" بیگ کندھے پر ڈال کر گاڑی کی چابی ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے وہ لان کی طرف بڑھیں جب پیچھے سے نبا بھی بیگ لے کر بھاگی۔۔

"پارٹنر وہ دو چڑیل اپنی نیند پوری کرنے میں لگی ہوئی ہیں اور زرا ہمیں کوئی دیکھے۔۔؟ ہم بے ضرر سی دوشیزہ اپنے خواب گاہ سے نکل کر دنیا کی سب سے بورنگ جگہ جا رہے ہیں۔۔!!" اس کی دہائیوں پر وہ زیرِلب مسکراتی ہوئی گاڑی گیٹ سے نکال کر روڈ پر لے آئی۔۔

"لگتا ہے تم نے غور نہیں کیا کہ بقول تمہارے وہ دونوں چڑیل صبح فجر کے وقت سے اٹھی ہوئی ہیں۔۔!!" بڑی مہارت سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے نبا کو لاجواب کیا۔۔

"آپ مجھ سے زیادہ ان دونوں کو پیار کرتی ہیں۔۔؟"اس نے منہ بسورے کہتے ہوئے اسے مسکرانے پر مجبور کیا۔۔

"ہاہاہاہا نہیں یہ الزام ہے مجھ پر کیونکہ میرے لئے میری تینوں گڑیا بہت عزیز ہیں اور میں تم سب سے ایک برابر محبت کرتی ہوں۔۔!!"انہوں نے خود پر سے الزام ہٹا دیا۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھتے ہوئے قہقہہ لگا اٹھیں۔ان زندگی سے بھرپور مسکراہٹ میں زندگی کے رنگ چھپے ہوئے تھے۔۔

★

اس نے جیسے ہی خطرے کو محسوس کیا فوراً وہاں سے نکلنے لگی جب پورا ہوٹل کچھ پلوں کے لئے اندھیرے کی نظر ہو گیا، ابھی وہ خود کو سنبھال پاتی جب اسی اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی نے اسے پیچھے سے دھکا دے کر روم کے دروازے سے لگایا، وہ ان مضبوط بازوؤں میں پھڑ پھڑانے پر مجبور ہو گئی۔۔

"چھوڑو مجھے غنڈہ، موالی، ضمیر فروش تمہیں شرم نہیں آتی ایسا پنچ گرا ہوا کام کرتے ہوئے، لوگ تو اپنے وطن کے لئے اپنی جان وارنے کو تیار ہوتے ہیں اور انسانیت میں کسی کی جان بچانے کے لئے تیار ہوتے ہیں لیکن تم۔۔ تم تو جان لینے۔۔!!"اس نے اپنے سامنے

کھڑے اسی ہوڈی والے بندہ کو دیکھ کر وہ خود پر قابو نہیں پا سکی اور بالآخر اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے بے شمار طنزیہ لفظوں سے نوازا۔۔

"شش۔۔!" اُس مضبوط توانا شخص نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروانے میں کامیاب ہو گیا۔۔

اس شخص کی حرکت پر دعا کی آنکھیں حیرانی اور غصہ سے پھٹی ہوئی تھیں۔ وہ اس کی انگلیوں کا لمس اپنے ہونٹوں پر محسوس کر سکتی تھی جو اسے جلا کر راکھ کر گیا۔۔

"ہاں، میں لیتا ہوں ہر کسی کی جان جو میرے راستے میں آتا ہے کیونکہ میں غنڈہ، موالی، ضمیر فروش ہوں اس لئے یہ پنچ کام باآسانی کر لیتا ہوں۔ تم آج کے بعد کبھی میرے راستے میں مت آنا ورنہ۔۔!!" اس کی بھاری گمبھیر آواز سماعت تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے چندپل کے لئے سہمنے پر مجبور کر دیا۔۔

اندھیرے کے باعث دعا کو کچھ خاص نظر نہیں آ رہا تھا صرف آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔۔

("یو آر تھریٹننگ می، یو ڈونٹ نو ناؤ دیٹ دعا چودھری کین گیو ہر لائف فور ہر کنٹری، بٹ ڈونٹ پینیک، شی ویل ناٹ گیو ہر لائف لائک دیٹ، شی ویل گیو ہر لائف اونلی بائی ٹاکنگ دی لیوس آف ٹو آر فور پیپلز لائک یو۔۔")

"(تم مجھے دھمکی دے رہے ہو، تمہیں معلوم نہیں ہے ابھی کہ دعا چودھری اپنے وطن کے لئے اپنی جان دے سکتی ہے، لیکن گھبرانا نہیں ایسے ہی نہیں اپنی جان دیگی، تم جیسے دو چار لوگوں کی جان لے کر ہی اپنی جان دے گی)"۔۔

اس نے اپنے ڈر و خوف پر قابو پاتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو خود پر سے جھٹکنے کی کوشش کی جو بے سود رہی، اس کی اس قدر دیدہ دلیری پر وہ خود پر ضبط ہی کر سکتی تھی کیونکہ وہ جتنا خطرناک تھا اس سے کسی نیکی کی امید کرنا بے کار ہی تھا۔۔

دعا کے چہرے پر ہلکی سی روشنی پڑ رہی تھی جب تیجا کی نظر اس پری وش کے چہرے پر پڑی جہاں نہ ڈر تھا نہ ہی خوف۔ وہ چند پل کے لئے اس نقوش میں الجھا پھر خود پر ضبط کرتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے سر پر ہلکے ہاتھوں سے بالوں کو چھو کر ہٹا لیا۔ دیکھنے اور محسوس کرنے پر ایسا لگا جیسے اس کے آگے کے بالوں کو ٹھیک کیا گیا ہو۔۔

اس نے پورا زور لگاتے ہوئے اسے خود سے دور دھکا دیا لیکن بھلا ہوا اس ہمالیہ کا جو اپنی جگہ سے کبھی ہٹا ہے جو آج یہ ہمالیہ ہٹ جاتا۔ تیجا کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑا، اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے نرم و نازک ہاتھ سے چھوا ہو۔۔

"سودے انسان اگر مجھے ہاتھ لگایا تو تمہارا ہاتھ توڑ دوں گی۔۔!!" اس نے اسے غصّہ سے گھورا اور اسے خود سے دور ہٹتے ہوئے دیکھ کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔

"انٹریسٹینگ آج تک کوئی ایسا نہیں تھا جو تیجا سے ڈرا نہ ہو، لیکن یہ کون سی مخلوق ہے جو ڈر نام کی چیز سے واقف ہی نہیں ہے۔۔؟" تیجا کے ہونٹ زندگی میں پہلی بار مسکراہٹ کے انداز میں ڈھلے، ورنہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ناممکن چیز تھی۔اس کی آواز اور لہجے سے ہی اتنی وحشت ٹپکتی تھی کہ آگے والا انسان خوف سے کچھ بول ہی نہیں پاتا تھا۔۔

★

اس نے جیسے ہی ہوٹل کے باہر نکل کر سر پر ہاتھ رکھتے اسپائی کیمرہ نکالنے کی کوشش کہ لیکن یہ کیا۔۔؟اس کے ہاتھ وہیں چند پل کے لئے ساکت ہوئے،اس کے وہموں گمان میں بھی نہیں تھا کہ کیمرہ ہی غائب ہو سکتا ہے کیونکہ ایسا اس کے ساتھ پہلی بار ہوا تھا کہ کلپ پر لگا اسپائی کیمرہ ہی غائب ہو جائے۔۔

"یا اللہ اتنی اہم خبر تھی اس کیمرہ میں، کیمرہ آخر کہاں چلا گیا۔۔؟" فوراً اس کے ذہن میں کچھ دیر پہلے کا واقعہ پوری جزباتیت کے ساتھ گھومتا ہوا اسے بلبلانے پر مجبور کر دیا۔۔

کسی کے ہاتھوں کا لمس ابھی تک اسے اپنے بالوں پر محسوس ہو رہا تھا۔۔

"یااللہ اتنا شاطر انسان کہ میرا کیمرہ ہی نکال لیا اور میں جان ہی نہیں سکی، اسے کیسے پتا چلا کہ میرے کلپ پر کیمرہ لگا ہوا ہے۔۔؟اندھیرا ابھی تو تھا، کیا اس کی نظر عُقاب سے بھی تیز ہے۔۔؟" وہ حیران سے زیادہ پریشان تھی۔ لیکن پھر بھی اب تو یہ نیوز ہاتھ سے جا چکی تھی، وہاں سے وہ سیدھے نیوز چینل پہنچی اور فرحان صدیقی کے آفس روم کے دروازے پر دستک دی۔۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں سر۔۔؟" وہ دروازہ کے باہر کھڑی اجازت لے رہی تھی۔۔

"دعا اندر آجاؤ۔۔!!" اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوتے تفصیلات سے آگاہ کرنے لگی۔۔

"سر میرا کیمرہ ہی غائب ہو گیا لیکن میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ یہ لوگ ڈرگز کے ذریعے ہمارے نوجوان نسل کو تباہ و برباد کرنے کا پلان بنا رہے ہیں، سر آج کی ڈیل کرنے پاشا خود نہیں آیا تھا بلکہ اس کا داہنا ہاتھ کہے جانے والا تیجا آج کی ڈیل کرنے آیا تھا۔ میں یہ تو نہیں جانتی کی کس کالج کو انہوں نے پہلا ٹارگٹ بنایا ہوا ہے، لیکن میں پتہ لگا کر رہوں گی۔۔!!" اس نے عہد کرتے ہوئے خود کو پر سکون کیا۔۔

"ٹھیک ہے آگے سے احتیاط کرنا کیونکہ یہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔۔!!" دعا کو تاکید کرتے ہوئے اسے گھر جانے کا کہا کیونکہ رات کافی ہو گئی تھی۔۔

★

صبح بڑی ہی روشن اور خوبصورت تھی۔ سنہری دھوپ چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔ یونیورسٹی کے پارکنگ میں گاڑی روکتے ہوئے وہ باہر نکل کر جیسے ہی داہنے طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ نے اپنا ڈیرہ جمایا۔۔

"بڑی اپنی بگڑی رانی کو اب مفت میں دے کر اپنا قیمتی وقت بچا لو ورنہ یہ کسی دن تمہارا بڑا نقصان پہنچانے والی ہے۔۔!!" دانش کو اپنی بائیک میں لگے دیکھ کر وہ اس کے قریب پہنچتے مشورہ دیا۔۔

"دیکھو شیر جوان مجھے جو کہنا ہے کہہ لو لیکن خبردار میری رانی کو بگڑی ہوئی کہا تو ٹھیک نہیں ہو گا۔۔!!" اس کے چہرے پر چمکتی مسکراہٹ نے دانش کو بھی مسکرانے پر مجبور کیا۔۔

"یار جب پہلی بار یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہم پہنچے تب بھی یہی سین دیکھنے کو ملا تھا اور آج جب ملے تب بھی یہی سین، کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔۔"!! دانش کے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہونے پر وہ صاف گوئی سے کہتا ہوا دو قدم دور اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا۔۔

بلیک پینٹ پر سفید شرٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبرو لگ رہا تھا۔۔

"خیر تبدیلی تو ہو گئی ہے، تب ہم دونوں سنگل تھے اور اب بھی تم تو ویسے ہی ہو لیکن میں تو ایک عدد بیٹی کا باپ بن گیا ہوں۔۔!!" دبی دبی چہرے پر مسکراہٹ لئے وہ مخاطب ہوا تھا لیکن اسے حیرت تب ہوئی جب اس نے حواس باختگی سے اسے دوسری سمت بھاگتے ہوئے دیکھا، چند پل تک وہ سمجھ نہیں سکا لیکن جب اسے سمجھ آیا تب صرف وہ سر ہی پیٹ سکتا تھا۔۔

★

گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ موبائل پر آتی کال سننے کے لئے موبائل کان پر لگا کر ایک سمت دو قدم ہی بڑھی تھی جب کسی کے قدموں کی آہٹ کے ساتھ گاڑی کی تیز آواز اس کی سماعت تک رسائی حاصل کرتے اسے چونکا گئی۔۔

وہ جب تک کچھ سمجھتی تب تک کوئی مضبوط مردانہ ہاتھ اس کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیے جھٹکے سے ایک جانب ہوا۔۔

اس اجنبی اور نامحرم کے لمس پر وہ چند پل کے لئے ساکت رہ گئی پھر غصّہ اس پر حاوی ہوا۔وہ مسیحا تھا اس وقت اس کا لیکن پھر بھی وہ خود پر ضبط نہ رکھتے ہوئے ایک جھٹکے سے پیچھے مڑتی ایک زوردار تھپڑ اس خوبرو نوجوان کے چہرے پر رسید کر دیا۔۔

چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی ہر سو خاموشی چھا گئی۔۔

اس تھپڑ سے زیادہ ان خدوخال نے اسے ساکت کیا، نظریں چند پل کے لئے اس سے ہٹنے سے انکاری ہوئیں۔اس تھپڑ کی شدّت سے اپنا گال جلتا محسوس کرتے ہوئے وہ ہوش میں لوٹا، آنکھیں فوراً انگارہ ہوئی۔۔

اس خوبرو نوجوان نے بڑی حیرت انگیز طور پر اپنے سامنے آتش فشاں بنی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جسے اس نے ایک گاڑی سے ٹکرانے سے بچایا تھا اور اس نے رکھ کر تھپڑ رسید کر دیا۔۔

"ہاؤ ڈئیر یو ٹچ می۔۔؟" وہ پھنکارتے ہوئے غصے سے مٹھیاں بھینچ گئی۔۔

"آپ اس گاڑی سے ٹکرانے والی تھیں، سوری میں نے آپ کو جان بوجھ کر ہاتھ نہیں لگایا۔۔!!" اس خوبصورت نین نقش سے نظریں چُرا کر اس سے قبل رخ موڑتا جب ایک پیاری سی لڑکی ان کے قریب پہنچ کر روبرو ہوئی۔۔

"سوری مسٹر، میں ان کی طرف سے آپ سے معافی مانگتی ہوں۔۔!!" نبا نے سب کچھ بغور جائزہ لینے کے بعد ان تک پہنچ کر اس پر خلوص انسان سے اس بے درد تھپڑ کے لئے معزرت کیا۔۔

"تم کیوں معافی مانگ رہی ہو۔۔؟" اس نے کھا جانے والی نظروں سے نبا کو گھورتے ہوئے وہاں سے نکل کر آگے بڑھی۔۔

جب کہ وہ ان قدموں کے نشان پر نظریں مرکوز کیے دل کی دغا بازی پر بلبلا اٹھا۔۔

"پارٹنر غلطی اس شخص کی بالکل نہیں تھی، آپ کو وہ بائیک والا مار دیتا اگر انہوں نے بچایا نہ ہوتا۔ یہ ایک پر خلوص شخص کی مدد تھی جس پر آپ نے شکریہ کے بجائے رکھ کر تھپڑ رسید کر دیا۔۔!!" نبا کی بات سن کر کچھ دیر پہلے کی نسبت اب وہ پر سکون نظر آ رہی تھی اور اس کو لگ رہا تھا کہ شاید غلطی اس سے ہو گئی لیکن پھر اس شخص کے ہاتھوں کا لمس اپنی پشت پر محسوس کرتے ہی وہ غصے کا گراف پھر سے بڑھا گئی۔۔

"زہر لگتے ہیں مجھے یہ سارے مرد جو اپنی اوچھی حرکتوں سے لڑکیوں کے قریب آنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اپنی مرضی پر پیروں کی دھول بنا جاتے ہیں۔۔!!" اس کے لہجے

کی تڑپ اور اداسی پر نبا کی آنکھیں اذیت سے بھیگ گئیں لیکن چند پل بعد ہی اس نے خود کو سنبھال کر اپنے آفس کی طرف جاتی اپنی پھوپھو کا ہاتھ محبت سے تھاما۔۔

"ہر مرد ایک سے نہیں ہوتے ہیں پھوپھو، میری دعا ہے کہ آپ کی زندگی میں ایک ایسا مرد آئے جو آپ کی ان اداسیوں اور بدگمانیوں کو دور کر کے صرف آپ کو خوشیاں دے۔۔!!"

اس کی ہتھیلیوں کو عقیدت سے چومتے ہوئے وہ اپنے کلاس روم کی طرف روانہ ہو گئی۔۔

"کوئی بڑی بیدردی سے توڑ گیا عفراء چودھری کو، اب کسی کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔۔!!"

بے دردی سے آنکھیں رگڑتی ہوئی وہ خود کلامی کے انداز میں کہتے ہوئے آفس میں چلی گئی۔۔

★

"بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے"(سورۃ آل عمران آیت نمبر-159)

اس وقت ریبل کی پوری ٹیم ایک ساتھ میٹنگ روم میں بیٹھ کر ریبل کے آنے کا انتظار کر رہی تھی کہ تبھی وہ اندر آتا ہوا دکھائی دیا۔اس کے بیٹھنے کے ساتھ ہی سب اپنے اپنے کام کی رپورٹ اسے باری باری دینے لگے۔۔

"سر آپ نے جو میم کی جیولری میں ڈیوائس لگائی ہے،اسے میں نے ایکٹیویٹ کر دیا ہے اور آپ کے موبائل سے اسے کنکٹ بھی کر دیا ہے۔۔!!" یہ اریبہ تھی۔ریبل کے ٹیم کی وہ ممبر جو پاسورڈ توڑنے یا ہیک کرنے میں ماہر تھی۔۔

وہ اریبہ کی بات سن کر سوچوں میں غرق ہوا تھا جہاں اس نے دعا کے ہاتھ میں پہنی گھڑی میں بڑی خاموشی سے چیپ لگا دی تھی۔۔

"سر آپ کے دونوں بھائیوں کی واچ کا کنکشن آپ کی واچ سے جوڑ دیا گیا ہے۔۔!!" ولید نے اسے انفارم کیا تھا۔ولید کی بات سن کر اسے یاد آیا کہ جب وہ ان چاروں کو واچ پہنا رہا تھا تو سب کتنا حیران تھے۔۔

"ابراہیم یہ کیا ہے۔۔؟ ہم سب کی برتھڈے بھی تو ایک ساتھ نہیں ہے،جو تم ہمیں ایک ساتھ گفٹ دے رہے ہو۔۔!!" روشان تو خاموش تھا لیکن زایان نے اس سے سوال کیا۔

اس کی بات سن کر ابراہیم بے اختیار مسکرایا تھا۔۔

"اس واچ میں ایک ڈیوائس لگی ہے، جس سے تم لوگوں کی لوکیشن مجھے معلوم چلتی رہے گی اور اس میں جو بٹن ہے ناں اسے جب تم لوگ کسی مشکل میں پڑو تو آن کر لینا۔ جس سے تم لوگوں کی آواز بھی ریکارڈ ہو کر مجھ تک پہنچ جائے گی۔ یہ سب میں تم لوگوں کی سیفٹی کے لئے کر رہا ہوں۔ میں اپنی فیملی پر کوئی رسک نہیں لے سکتا۔۔!!" انہوں نے اس کی بات سمجھ کر اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔

"ویسے تو یہ واچ نارمل واچ کی طرح ہی لگے گی لیکن تم لوگ اس کے بارے میں کسی کو نہیں بتانا۔۔!!" اس نے سب سمجھاتے ہوئے ان کے تاثرات دیکھے جو نارمل ہی تھے۔۔

روشان تو فوراً باہر چلا گیا لیکن زایان وہیں خاموشی اختیار کیے بیٹھا ہوا تھا۔۔

"کیا ہوا جگر پریشان کیوں ہو۔۔؟ تم یہ گھورنا بند کرو اور جو تمہیں کہنا ہے ناں وہ کہہ دو۔۔!!" ابراہیم نے اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر کہا۔۔

"تم نے یہ واچ ہمیں اس لیے پہنائی ہے ناں کہ ہم باہر نکلتے ہیں اور ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچائے پھر تم نے اپنی پرنسز کو کیسے چھوڑ دیا۔ وہ بھی تو باہر نکلتی ہے اور جس چیز میں اسے اپنا پیر نہیں اڑانا چاہیے، وہ اس میں بھی ضرور اڑاتی ہے۔۔!!" اس کی بات سمجھ کر ابراہیم نے ایک جاندار قہقہہ لگایا۔۔

"مجھے اس کی ساری کو الٹی پتا ہے اور تم اس کے لئے پریشان مت ہو۔اس کی ساری زمہ داری اب مجھ پر ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ابراہیم چودھری اپنی زمہ داری بہت اچھے سے نبھاتا ہے۔ تمھیں مجھ پر یقین تو ہے ناں۔۔؟"ابراہیم نے اسے سمجھاتے سمجھاتے بڑی سنجید گی سے اس سے ایک سوال بھی پوچھ لیا۔۔

"خود سے بھی زیادہ ہے۔۔!!"زایان نے ایک لفظی جواب دے کر اسے اپنے سینے میں زور سے بھینچ لیا۔۔

کسی ٹیم میمبر کے بلانے پر وہ سوچوں سے نکل کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔ربیل کی پوری ٹیم ہی اس وقت ایکٹیو تھی کیونکہ پاشاان کے ہاتھوں سے نکل چکا تھا جو بہت بڑا خطرہ تھا۔۔

"سر اسی ہفتے سے پاشا کی گینگ میں پھر کچھ ہلچل محسوس ہو رہی ہے۔ہم معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے۔وہ لوگ کچھ بہت بڑا سوچ رہے ہیں سر۔۔!!"اشعر کے ساتھ ہی پوری ٹیم ہی تھوڑا پریشان لگی۔۔

"سر پاشا سمیت اس سے جڑے سارے لوگ اس وقت کہاں اور کس کے پاس ہیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ہم جیسا سوچ رہے ہیں اگر وہ سچ میں ہے تو یہ بہت خطرناک ثابت ہونے والا ہے۔۔!!"اس کی بات سن کر ابراہیم مسکرایا تھا۔۔

"لگتا ہے تم نے ربیل اور اس کی ٹیم کو کافی ہلکے میں لے لیا ہے۔ شاید نہیں یقیناً تمہیں ان قابلیت پر بھروسہ نہیں۔۔؟" ربیل ان کے حوصلے پست ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

"نہیں سر ایسا تو بالکل بھی نہیں ہے۔۔!!" اشعر کے ساتھ پوری ٹیم ہی تھوڑا ریلیکس ہوئی تھی۔۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بس ان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھیں۔۔!!" اس نے ہدایت دیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"یس سر۔۔!" سب ہم آواز ہو کر کہتے ہوئے اپنے کام پر لگ گئے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ بڑی بے دلی سے تیار ہو کر ڈرائیور کے ساتھ کالج فنکشن میں چلی گئی۔اس کے جانے کے ایک گھنٹے بعد موسم خراب ہونا شروع ہو گیا تھا۔ایک دم طوفانی بارش تھی۔ جتنی تیز بارش ہو رہی تھی اتنی ہی تیز ہوا بھی چل رہی تھی۔۔

بھونیشور سمندری علاقہ ہونے کی وجہ سے ایسا موسم وہاں عام بات تھی لیکن کبھی کبھی یہی بھاری بارش طوفان کا رخ اختیار کر لیتی تھیں۔۔

جیا جب کالج پہنچی تو فنکشن اسٹارٹ ہو گیا تھا، وہ کچھ دیر بیٹھ کر وہاں سے باہر آ گئی اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔

باہر موسم کافی خراب تھا۔ وہ نکلنے کا سوچ کر باہری گیٹ کے پاس آکر کھڑی ہو گئی اور ساتھ ہی موبائل نکال کر گھر فون کرنا چاہا تو وہاں نیٹ ورک ہی نہیں مل رہا تھا۔ ابھی بھی وہیں وہ کھڑی انتظار کر رہی تھی۔ سب لوگ اپنے اپنے گھر جانے لگے کیونکہ موسم کی خرابی کے باعث فنکشن روک دیا گیا تھا۔۔

سب کو وہاں سے نکلتا دیکھ کر وہ بھی وہاں سے باہر نکل گئی، وہاں کوئی ٹیکسی نہیں مل رہی تھی، اس لئے اس نے سوچا کہ تھوڑا آگے جا کر ہو سکتا ہے مل جائے۔۔

وہ سڑک پر بارش میں بھیگتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی جب بائیکس پر تین لڑکے اس کے پاس آکر الٹا سیدھا بولنے کے ساتھ ساتھ گول چکر لگانے لگے۔ وہ خوفزدہ سی اور تیز تیز چلنے لگی، سڑک پر کوئی دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا جس سے مدد مانگتی۔ اس لئے وہ اور اسپیڈ سے چلنے لگی۔ ابھی بھی وہ تینوں لڑکے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ بھاگ بھی نہیں پا رہی تھی، پھر بھی اس وقت وہ بھرپور دوڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

زیادہ بارش کی وجہ سے سامنے سے آرہی گاڑی بھی اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔وہ سڑک کے بیچوں بیچ بھاگ رہی تھی کہ اچانک اس کا پیر سلیپ ہوا تھا اور سینڈل کی ہیل ٹوٹتے ہی اس کا گھٹنا زمین پر پڑا تھا۔۔

وہ خوفزدہ سی بے اختیار شدت سے رونے لگی۔وہ بنا سوچے سمجھے بس روئے جارہی تھی جب اس کے چہرے پر گاڑی کے ہیڈلائٹ کی روشنی پھیلی تھی اور ساتھ ہی گاڑی کے ٹائر اس کے قریب ہی چرچرائے تھے، جیسے کسی نے بڑی مشکل سے اسے روکنے کی کوشش کی ہو۔۔

اتنی سی دیر میں تینوں لڑکے بائیک سے اتر کر اس کے قریب آگئے تھے اور ان میں سے ایک لڑکا اسے گرتے ہوئے دیکھ کر اس کے قریب ہی جھک گیا تھا۔جیسے ہی اس نے جیا کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا، کسی نے بیچ میں سے ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑی بے دردی سے مروڑ دیا۔۔

اس لڑکے کی چیخ برآمد ہوئی تھی۔چیخ کی آواز سن کر جیا نے مڑ کر اس لڑکے کی طرف دیکھنا چاہا تھا، جس کا ہاتھ پیچھے لے جا کر کسی نے بڑی بے دردی سے مروڑ رکھا تھا۔گھٹنوں کے بل گرنے کی وجہ سے اسے چوٹ آگئی تھی، پھر بھی وہ اپنے مسیحا کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔

اس نے اپنے پیروں پر زور ڈال کر کھڑے ہونا چاہ رہی تھی لیکن یہ اس کے لئے بہت مشکل ثابت ہو رہا تھا۔۔ تیز برستی بارش میں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔

وہ شخص ان کی دھلائی میں مصروف تھا۔ان میں سے ایک لڑکے کو اس نے ایک کک مار کر اسے دور دھکیلا اور اس پر ایک زوردار گھوری ڈالی۔۔

وہ بڑی مشکل سے کھڑی ہوتی دو قدم چل کر اس مسیحا کو دیکھنا چاہا، جیا کے سامنے جیسے ہی اس مسیحا کا چہرہ آیا پہلے تو وہ حیران ہوئی، پھر اپنے گھٹنے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دوڑ کر اس کے سینے میں چھپ گئی۔۔

"زایان۔۔!!"اس کے منہ سے یہ ایک لفظی نام ادا ہوا تھا جسے سن کر زایان بھی کچھ پل کے لئے ساکت رہ گیا تھا۔۔

اس تحفظ بھرے حصار میں کھڑی وہ اب تک کے سارے درد بھول گئی تھی۔اپنے مسیحا کو دیکھ کر اسے جیسے یقین کرنے میں مشکل آرہی تھی کہ کیا دعائیں بھی ایسے قبول ہوتی ہے۔۔؟ وہ اپنے آپ کو اس کے حصار میں بہت اچھا فیل کر رہی تھی۔وہ خود کو بہت محفوظ تصور کر رہی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنے سینے سے لگے اسے دیکھ کر وہ بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا چند سیکنڈ اس نے سر کو نیچے جھکا کر جیا کو دیکھا جو زندگی میں پہلی بار بنا خوف یا ڈر کے اس کا نام پکارتی خود ہی اس کی سینے سے لگی تھی، لیکن زایان کو اس وقت اس پر کوئی پیار نہیں آرہا تھا بلکہ غصہ آرہا تھا کیونکہ کہ اس نے ان لوفر لڑکوں کو منہ توڑ جواب کیوں نہیں دیا۔۔؟

زایان نے خود سے لگی جیا کو دور کیا اور اس کے بھیگے لباس پر نظریں دوڑائیں پھر اس نے اپنی جیکٹ نکال کر اسے پہنائی کیونکہ اسے بالکل بھی گوارہ نہیں تھا کہ اسے اس حال میں کوئی اور دیکھے۔۔

"ارے دیکھ فلموں کی طرح اس لڑکی کا رائیٹ مین اسے بچانے آگیا ہے۔۔!!" ایک لڑکے کو تو بہت چوٹ لگی ہوئی تھی لیکن باقی دو لڑکے آپس میں بہت بودا مذاق کر رہے تھے لیکن مذاق میں ہی ان کے منہ سے بالکل ٹھیک لفظ نکلے تھے۔۔

ان کے یہ لفظ سنتے ہی وہ غصے سے لال چہرہ لیے زایان کے ہاتھوں کو خود سے دور جھٹکتے نیچے جھکی۔۔

اسے جھکتے ہوئے دیکھ کر پہلے تو وہ حیران ہوا لیکن جب اسے سمجھ آیا تو اس کے چہرے پر بہت ہی جاندار مسکراہٹ آئی۔۔

جیا نے اپنے پیروں سے وہی ٹوٹی ہوئی سینڈل اتار کر ان سب پر جھپٹ پڑی۔ان کو ایک لگاتار مار بھی رہی تھی اور ساتھ ساتھ ہی بڑبڑا بھی رہی تھی۔۔

"تم لوگوں نے ایک تنہا لڑکی دیکھی نہیں کہ شروع ہو گئے، تم جیسے ہی لوگوں کی وجہ سے لڑکیاں باہر نکلتے وقت ہزار دفعہ سوچتی ہیں لیکن کوئی بات نہیں آج کے بعد سے تم لوگ کسی لڑکی کو کمزور نہیں سمجھو گے۔۔!!"اس نے ایک لڑکے کو کم سے کم آٹھ سے دس سینڈل مارا تھا اور زایان گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا مسکرا رہا تھا۔اتنی تیز بارش میں جیسے کوئی لائیو شو دیکھ رہا ہو۔اسی وقت ان میں سے ایک لڑکا موقع پا کر جیا کی طرف بڑھا۔زایان کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی اس نے اس لڑکے کو دبوچ لیا۔۔

"کسی پر پیچھے سے وار نہیں کرتے اور لڑکی پر تو خاص طور سے نہیں۔۔!!"زایان نے اس کے پیٹ میں ایک مکہ مارا۔جم کرنے کا کچھ تو فائدہ ہوا تھا۔تینوں لڑکے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔جیا ہاتھ جھاڑ کر سینڈل ہاتھوں میں لے کر کھڑی ہوئی۔زایان نے گاڑی کا دروازہ کھولا وہ آرام سے اس میں بیٹھ گئی۔وہ اب بہت پر سکون لگ رہی تھی لیکن زایان کا چہرہ اب بالکل سنجیدہ لگ رہا تھا۔۔

وہ اپنے ہونٹوں کو آپس میں پیوست کیے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا، جو اس طوفانی بارش میں بہت مشکل ثابت ہو رہا تھا۔ گھر پہنچ کر اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے باہر نکالا تھا۔ اس کی گرفت کافی سخت تھی جیسے اپنے غصے کو دبانے کی کوشش کر رہا ہو۔۔

ان دونوں کو ایک ساتھ گھر کے اندر داخل ہوتے دیکھ کر سبھی لوگ پر سکون ہوئے لیکن زایان کو اتنے غصے میں دیکھ کر رابعہ بیگم پریشان ہوئی تھیں۔۔

"زایان کیا کر رہے ہو۔۔؟اس کا ہاتھ چھوڑو، ایسے بھی کوئی کرتا ہے بھلا۔۔!!" رابعہ بیگم اس کے پیچھے چلتے ہوئے اسے ڈانٹا تھا۔۔

"امی آپ لوگ جائیں، میں ابھی اسے سمجھا کر آتا ہوں۔۔!!" زایان اسی طرح اس کا ہاتھ پکڑ کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے روم میں داخل ہو گیا۔۔

"رابعہ پریشان مت ہو، ہمارا زایان بہت سمجھ دار ہے۔۔!!" آمنہ بیگم نے رابعہ بیگم کو تسلی دی۔۔

کمرے میں لا کر اس نے جھٹکے سے جیا کا ہاتھ چھوڑا تھا۔ دونوں سر سے پیر تک بھیگے ہوئے تھے۔۔

"صبح منع کیا تھاناں کہ تم کہیں نہیں جاؤں گی، کہیں بھی مطلب کہیں بھی نہیں۔ کیوں گئی پھر تم۔۔؟ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔؟" زایان کی غصہ سے رگیں اُبھری ہوئی تھیں۔ وہ بڑی مشکل سے خود پر قابو کیے ہوئے تھا۔۔

"اگر میں گھر فون نہیں کرتا تو مجھے معلوم بھی نہیں چلتا کہ تم کہاں ہو۔۔؟" اس نے اسے غصے سے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا تھا لیکن غصہ آج ایک طرف نہیں تھا بلکہ دوطرفہ تھا۔۔

"کیا کہا آپ نے کہ آپ کو معلوم بھی نہیں چلتا۔۔؟ واہ زایان صاحب واہ۔۔! بھیجا کس نے تھا۔۔؟ آپ نے، مجھے نہیں جانا تھا لیکن آپ کی وجہ سے جانا پڑا۔۔!!" جیا نے خود کو اس سے چھڑا کر اسے زور سے پیچھے کو دھکا دیا تھا۔ پہلی بار اپنے سامنے جیا کو اتنے غصے میں دیکھ کر اس کا غصہ جھانگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔

"لیکن میں نے تو صاف لفظوں میں انکار کیا تھا۔۔!" زایان اب حیران ہوا تھا۔۔

"ہاں مجھے اچھے سے یاد ہے کہ آپ نے ہی کہا تھا کہ مجھے آپ کے اپوزیٹ کام کرنا ہے پھر میں کیا سمجھتی، یہی ناں کہ مجھے ضرور جانا ہے۔۔!!"

اس کے لبوں لہجے سے غصہ صاف ظاہر ہو رہا تھا،اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بالکل لال ہو چکا تھا۔آنکھیں کچھ بھیگنے اور کچھ غصے سے اس کی بالکل گلابی ہو رہی تھیں۔۔

اب کی بار اس نے زایان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر زور سے دھکا مارا۔۔

"سمجھ کیا رکھا ہے آپ نے مجھے۔۔؟میرا اپنا کوئی وجود نہیں،میری کوئی خواہش اور چاہ نہیں۔۔؟میں کیا موم کی گڑیا ہوں جس پر کسی کا لہجہ اثر انداز نہ ہو۔۔!!"اس کا لہجہ کچھ بھیگا،کچھ نم لگا۔واہ.جی وہ جیا جو کبھی اس کے سامنے اپنا سر نہیں ہلاتی تھی آج مقابلے پر اتر آئی تھی۔وہ یہی تو ہمیشہ سے چاہتا تھا اور آج اسے بہت اچھا بھی لگ رہا تھا۔۔

"ہاں یہ سچ ہے کہ میں آپ پر زبردستی تھوپی گئی ہوں پر میں۔۔!!"غصے سے کچھ کہتے کہتے وہ تھوڑا جھجھک کر خاموش ہو گئی تھی۔۔

"کیا میں۔۔؟"زایان نے اسے بولنے پر اکسایا تھا۔لیکن وہ خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھے جا رہی تھی۔۔

"بولو کیا میں۔۔؟"اس نے ایک بار پھر پوچھا تھا۔۔

"میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔!!"وہ جانے انجانے میں اظہار کر رہی تھی۔۔

زایان نے اسے بہت دلچسپی سے دیکھا تھا اور سمجھ بھی گیا تھا کہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے وہ اس لئے بول گئی کیونکہ وہ ٹرانس کی کیفیت میں تھی۔زایان نے اسی بات کا فائدہ اٹھایا۔۔

"کیوں نہیں رہ سکتی۔۔؟"لہجہ بالکل عام سا تھا۔وہ سمجھ کر بھی انجان بنا تھا۔۔

اس کا اگلا سوال سنتے ہی جیا کا چہرہ غصے سے لال ہوا تھا۔وہ زایان کے قریب پہنچ کر اس کی بھیگی ہوئی شرٹ کو سینے سے پکڑ کر اپنی مٹھیوں میں زور سے جکڑے کھڑی تھی۔۔

"کیوں نہیں رہ سکتی۔۔؟"اس نے اپنا سوال پھر سے دوہرایا تھا۔۔

"کیونکہ محبت کرتی ہوں آپ سے،بہت زیادہ،

بے حساب،بے انتہا۔۔!!"اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی سکوت سا چھا گیا کیونکہ دونوں ہی اس صورت حال سے بے یقین تھے،زایان کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اس نے یہ الفاظ جیا کے منہ سے سنے ہیں اور جیا کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ سب کچھ چھپاتے چھپاتے آج اسی کے سامنے اپنے دل کا راز آشکار کر دیا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

کچھ لمحے تک تو اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ یہ لفظ اس کے منہ سے آخر نکلے کیسے۔۔؟ لیکن جیسے ہی سمجھ آیا تو وہ اپنے منہ پر چھوٹے بچوں کی طرح ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹنے لگی۔ آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری ہوئی تھیں۔ اسے پیچھے ہٹتا دیکھ کر زایان ہوش میں لوٹا تھا۔۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر فوراً جیا کی کمر کے گرد حصار ڈالے اسے کھینچ اپنے سینے میں زور سے بھینچ لیا۔ جیسے اسے ہر سرد و گرم سے بچانا چاہتا ہو۔ اپنے گرد اس کے مضبوط حصار کو محسوس کرتے ہی وہ اس کے سینے میں منہ دے زار و قطار رو رہی تھی۔ زایان نے اسے خود میں سمیٹ کر کچھ دیر تک رونے دیا۔۔

"کیا میں اتنا زیادہ برا ہوں بیوی کہ مجھ سے اظہارِ محبت کرنے کے بعد تمہیں اتنا رونا آ رہا ہے۔۔؟" زایان نے اس کے گیلے بالوں کو سہلاتے ہوئے اس کا دھیان بھٹکانا چاہا لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکا کیونکہ وہ ابھی بھی اس سے لگی ہوئی سسک رہی تھی۔۔

اس کی سسکیوں میں اضافہ ہوتے دیکھ کر زایان نے اپنے سینے سے اس کے سر کو اٹھا کر اس کے چہرے کو نرمی سے اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کر اپنے سامنے کیا۔۔

"میں بھی تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔!" اس نے اپنے لفظوں سے اس کا دل دھڑکانے کے ساتھ ساتھ عقیدت سے اس کی پیشانی کو جھک کر چوما۔۔

"بے حد، بے حساب، بے انتہا۔۔!!" زایان نے اسی کے لفظ اسے واپس لوٹاتے ہوئے عقیدت اور بہت نرمی سے اس کی نم پلکوں پر اپنا لمس چھوڑا۔۔

جیا بالکل ساکت تھی، اسے یقین کرنے میں مشکل پیش آ رہی تھی کہ اس نے یہ لفظ زایان سے سنے ہیں۔۔؟ اس کے چہرے کی بے یقینی کو دیکھ کر زایان کے چہرے پر اذیت رقم ہوئی۔۔

یہ احساس ہی بڑا جان لیوا تھا کہ اس کے اظہارِ محبت کرنے پر اس کی ہمسفر خوش ہونے کے بجائے اذیت میں مبتلا ہو گئی تھی۔۔

اس نے خود پر ضبط کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کا ڈریس نکال کر دیا اور پہلے واش روم بھیجا تا کہ کہیں وہ بیمار نہ ہو جائے۔ پھر خود بھی فریش ہو کر اس کا انتظار کرنے لگا، جب وہ باہر نکلی۔۔

زایان فوراً اس کے قریب گیا اور اسے اپنے بازؤں میں اٹھاتے ہوئے بیڈ پر لا کر بٹھایا۔ کچھ لمحے تک دونوں کے بیچ خاموشی رہی، جسے زایان نے توڑا۔۔

"یہ سچ ہے بیوی کہ میں تم سے تب سے محبت کرتا ہوں، جب مجھے اس "محبت" لفظ کا مطلب بھی نہیں معلوم تھا۔ بچپن سے میں اس لئے ہی تمہیں اگنور کرتا تھا کہ کہیں میرے جذبات

کوئی جان نہ لے لیکن معلوم ہے اس سے کیا نقصان ہوا۔۔؟ میرے دوری اختیار کر لینے پر تمہارے اعتماد میں کمی آگئی اور وہ بھی صرف میرے سامنے۔ مجھ سے گھبرانا، ڈرنا، بات نہ کر پانا یہ سب تمہاری شخصیت کا حصہ بن گیا جو کہ صرف میری کوتاہی کی وجہ سے ہوا۔۔!!"زایان بہت سنجیدگی سے اپنی غلطی مان رہا تھا۔۔

"اور جب وہ رشتہ تمہارے لئے آیا تھاناں۔۔؟ میں نے اس سے پہلے ہی دادا جان سے تمہیں مانگ لیا تھا لیکن اس سے پہلے خود سے وعدہ کیا تھا اور دل میں ٹھان لیا تھا کہ تمہارے بکھراؤ کو بھی سمیٹوں گا۔اس لئے یہ بات ہم نے کسی کو نہیں بتائی تھی، لیکن میں نے تمہاری آنکھوں میں بھی وہی احساس دیکھا تھا جو میری آنکھوں میں تھا۔اس لئے میں چاہتا تھا کہ تم خود اپنے لئے آواز اٹھاؤ، تمہیں وہ رشتہ نہیں پسند تھا تو تم کہہ سکتی تھی۔۔!!"اس نے اب کی بار افسوس سے سر ہلایا تھا۔سامنے بیٹھی لڑکی حیرت کا شکار ہو گئی تھی۔۔

"اس سب کے لئے جو تم نے اور دعا نے پلان کیا تھا وہ مجھے بہت اچھا لگا تھا۔۔!!"اس کی بات سن کر بہتے اشکوں سمیت جیا نے سر اٹھایا۔اس کی آنکھوں میں حیرانی در آئی تھی، جیسے پوچھ رہی ہو کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔۔؟اب کی بار زایان بے اختیار مسکرایا تھا جس کی دلکشی نے جیا کا دل لوٹ لیا۔۔

"ہاں مجھے اسی دن سب پتہ لگ گیا تھا کہ تم دونوں کچھ پلان کر رہی ہو۔ یہ بھی کی تمہارا پیر ٹوٹا نہیں تھا صرف موچ آئی تھی۔۔!!" وہ لمحہ یاد کر کے اس نے فلک شگاف قہقہہ لگایا تھا۔۔

"معلوم ہے تمہیں، میں تمہارے روم میں اس دن تمہیں دیکھنے کے لئے آیا تھا کیونکہ مجھے کچھ کچھ شک تو تھا۔۔!!" اس نے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کے بہتے اشکوں کو صاف کیا۔۔

جیا اس کی بات سن کر شرمندگی سے سر جھکانے لگی۔۔

"تم شرمندہ مت ہو۔ مجھے تمہاری وہ بہادری بہت پسند آئی تھی اور آج کی بھی۔۔!" اس نے اپنی ایک آنکھ میچ کر لبوں کو دباتے ہوئے کہا۔ زایان کی اس حرکت کو دیکھ کر وہ حیا سے لال ہوئی تھی۔۔

اسے اس طرح سے شرماتے دیکھ کر زایان نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔۔

"اور ہاں آج سے اور ابھی سے تم کوئی اپوزیٹ کام نہیں کرو گی بلکہ جو تمہیں اچھا لگے گا تم وہ کرو گی۔ میں نے تمہیں اس لئے کہا تھا کہ تمہارے اندر ہمت اور اعتماد بحال ہو جائے اور تم وہ سب بھی کہہ سکو جو تمہارے دل میں ہے، دیکھو اللہ نے مجھے کامیاب کیا ہے۔۔!!"

زایان نے اس کی کمر کے گرد حصار ڈال کر اسے خود سے قریب کیا۔۔

"مجھے یقین نہیں ہو رہا ہے کہ آپ اتنا زیادہ بول بھی سکتے ہیں۔۔!!" اتنے تویل وقفے میں جیا بولی بھی تو کیا۔۔؟ زایان نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا۔۔

"نہیں میں بولنے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔۔!!" اس نے ایک آنکھ مینچتے ہوئے ذو معنی لہجے میں کہا۔

اس کی بات کا مطلب سمجھتے وہ شرم سے پانی پانی ہوئی اور زور سے اپنی آنکھیں مینچ گئی۔ زایان مبہوت سا یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ رہا تھا۔۔

سختی سے مینچی آنکھیں، لرزتے ہوٹ، سرخ چہرہ، اب کی بار ضبط کے سارے بندھن توڑتے وہ اس پر جھکتے اس کی پیشانی پر عقیدت سے لب رکھے۔۔

جیا اس لمس کی شدت پر گھبراتے ہوئے اس کی شرٹ کو سینے سے دبوچ لیا تھا۔ اسے اپنی پیشانی جلتی ہوئی لگی۔ اس لڑکی کی طلب وہ برسوں سے کرتا آیا تھا لیکن ہمیشہ اپنے جذبات پر بند باندھتا تھا کیونکہ وہ تب نامحرم تھی لیکن اب تو اس کی محرم تھی، اس کی دسترس میں تھی، اس کی بیوی تھی۔ وہ ایک شوخ سی گستاخی کر گیا تھا۔۔

"تم سے ہمیشہ وفا کرونگا۔ کیونکہ تم میرے لئے راحت و سکون کا باعث ہو۔۔!!" اس نے اظہار کرتے ہوئے اسے زور سے خود میں بھینچ لیا۔۔

ان کی زندگی کے خوشیوں بھرے پل کی شروعات ہو چکی تھی جہاں صرف محبت ہی محبت تھی۔۔

صبح کی روشنی کے ساتھ ان کی زندگی میں بھی روشنی پھیل گئی تھی کیونکہ محبت اپنا آپ منوا ہی لیتی ہے اور محرم کی محبت تو اور بھی زیادہ۔۔

انا کو لے چلو تو پھر

محبت ہار جاتی ہے

انا کو چھوڑ دو تو پھر

محبت جیت جاتی ہے

محبت میں ہمارے دل میں

کمزوری نہیں ہوتی

محبت ہمت اور احساس

کا پیغام دیتی ہے۔۔(بقلم ثنا سفیان خان)

☆☆☆☆☆☆☆

سبھی کے گھر صبح کی شروعات زیادہ تر ہلچل سے ہوتی ہے۔ کسی کو اسکول پہنچنے کی جلدی ہوتی ہے تو کسی کو جاب پر جانے کی جلدی۔ سب کی اپنی اپنی روٹین ہوتی ہے۔۔

گھر کا ہر افراد ناشتے کی میز پر بیٹھا ہوا تھا جب دعا بھی اپنا بیگ لیے جلد بازی میں پہنچ کر ناشتہ کرنے لگی۔۔

" گڑیا آرام سے ناشتہ کرو۔ کوئی ٹرین نہیں چھوٹ رہی ہے جو اتنی جلد بازی مچار کھی ہے۔۔!!" اس کو تیزی سے ناشتہ کرتے دیکھ کر زایان نے اسے ڈپٹنا ضروری سمجھا تھا۔۔

" بھیا ٹرین پکڑنے سے بھی زیادہ ضروری کام ہے۔ آج ایک لیڈ ملی ہے اور مجھے وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے۔ مجھے پہلے آفس جانا ہے پھر سر کو انفارم کرنے کے بعد ہی جاؤں گی۔۔!!" اس نے جلدی جلدی منہ چلاتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔

" چلو آج میں تمہیں آفس چھوڑ دوں گا۔ ویسے بھی مجھے فرحان (دعا کا باس، زایان اور ابراہیم کا دوست) سے ملنا ہے۔۔!!" ابراہیم سب سے مل کر اسے چلنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اس کے کہتے ہی وہ بھی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں ایک ساتھ نکلتے چلے گئے۔ گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی۔۔

وہ اپنے موبائل میں کچھ دیکھ رہی تھی اور ابراہیم ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے ہوئے،
دوسرے سے اس کے ناک کو بار بار دبا رہا تھا۔اس کی حرکت پر وہ صرف گھور کر رہ جاتی۔یہ
چوتھی دفعہ تھا جب ابراہیم نے اس کی ناک کو دبایا تھا۔۔

"ابراہیم۔۔!"اب کی بار وہ چیخ پڑی تھی اور ابراہیم اس کے چہرے کے بگڑے زاویے دیکھ
کر اپنی مسکراہٹ دبا گیا تھا۔۔

"اگر آپ نے ایسی حرکتیں بند نہیں کی ناں تو میں آپ کو تیجا کہنے لگوں گی۔۔!!"دعا نے منہ
بگاڑ کر اسے معصوم سی دھمکی دی تھی۔۔

اپنی وائفی کی اتنی پیاری دھمکی پر ابراہیم کا قہقہہ بے اختیار بلند ہوا تھا۔۔

"تیجا ابراہیم کے جتنا معصوم نہیں تھا۔۔!!"ابراہیم نے اس کی علم میں اضافہ کیا۔۔

"اچھا دیں آپ مجھے دھمکی، میں نے بھی آپ سے بہت دور چلے جانا ہے پھر دیتے رہنا
دھمکی۔۔!!"اس کی بات سن کر ابراہیم کا دل خوف سے دھڑکا تھا۔چند پل کے لئے ذہن
مفلوج ہوا تھا۔اس نے جھٹکے سے دعا کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

آج اس کی پکڑ میں کوئی نرمی نہیں تھی بلکہ بہت سختی تھی۔جیسے اس کی بات اسے بہت زیادہ
ناگوار لگی ہو۔۔

"خبر دار جو آگے ایک بھی لفظ منہ سے نکالا تو تمہارے لئے بہت برا ہو گا۔میں تمہیں کہیں بھی نہیں جانے دونگا۔سنا تم نے، کہیں بھی نہیں۔ہمیشہ تمہیں اپنے پاس رکھوں گا۔۔!!"ابراہیم شدید غصے کے باعث زور سے دھاڑا تھا، دعا کا دل اندر سے کانپ گیا۔۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا تھا۔مجھے معاف کر دیں۔۔!!"دعا اس کے چہرے پر پھیلے خوف اور درد کو دیکھ کر خود بھی بہت پریشان ہوئی تھی اور اس سے فوراً معافی مانگ لی۔چند پل بعد ابراہیم نے خود کو سنبھال کر اسے آزاد کیا تھا۔۔

فرحان کے آفس کی پارکنگ میں ان کی گاڑی کھڑی تھی اور وہ دونوں بیٹھے اس وقت ایک دوسرے پر نظریں مرکوز کیے بیٹھے تھے۔۔

"اسٹون چودھری آپ کے چہرے پر رقم اذیت دیکھ کر مجھے ادراک ہوا ہے کہ کہیں آپ کو مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی۔۔؟"دعا کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس کا اس طرح اپنی بات پر ناراض ہوتا دیکھ کر اسے بہت اچھا لگا تھا۔۔

"میرے چہرے پر رقم اذیت دیکھ کر تم نے فوراً معافی مانگ لی، اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھ سکتی تو کہیں تمہیں بھی مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی۔۔؟"اس نے دعا کے سوال کے بدلے میں خود سوال کیا۔اب اس کے بھی چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

تھی، جس سے اس کے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو جواب نہ دے کر آفس کے اندر چلے گئے تھے۔۔ شاید ابھی انہیں اس پنپتی محبت کا احساس نہیں ہوا تھا یا ہوا تھا لیکن اسے نظرانداز کر رہے تھے۔۔

ابراہیم اپنی گاڑی سے نکلتے ہی اپنے چہرے پر رومال باندھ چکا تھا اور وہ اسی طرح اندر گیا اور فرحان سے مل کر باہر آ گیا۔۔

اس کے جانے کے بعد فرحان صدیقی نے دعا کو اپنے آفس میں بلوایا۔ ناک کر کے جب وہ اندر پہنچی تو فرحان نے اسے بیٹھنے کو کہا۔۔

"دعا مجھے معلوم ہے کہ تم کرائم رپورٹر ہو لیکن اس وقت کوئی رپورٹرز کھالی ہی نہیں ہیں، اس لئے تمہیں ایک ہوٹل میں کوریج کرنے جانا ہے۔ چلڈرن ایونٹ ہے، کوئی ہزار بچے اسکول سے آئیں گے۔۔!!"

فرحان نے اسے کام دیا۔۔

"سر مجھے پہلے ہی ایک لیڈ ملی ہے، میں وہی جا رہی تھی۔ میرے خبری نے مجھے بلوایا ہے۔۔!!" دعا نے فوراً اپنی لیڈ کے بارے میں اسے بتایا۔۔

"دعا اس ہوٹل جاؤ اور کور یج کرو، تم عاصم کو بھی ساتھ لے لینا۔۔!!" اس نے حکم صادر کیا۔۔

"فرحان بھائی آپ اس چشمش کیمرہ مین کو میرے ساتھ نہ بھیجیں کیونکہ وہ جہاں جاتا ہے کھاتا بہت ہے۔۔!!" اگر فرحان نے اسے دعا کہہ کر بھائی والا روب جھاڑا تھا تو اس نے فرحان بھائی بول کر اس سے شکایت فوراً لگانے میں کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔

"نہیں مس دعا عاصم آپ کے ساتھ جائے گا۔۔!" اب اس نے سر بن کر آرڈر دیا تھا۔۔

"اوکے سر۔۔!" دعا نے اس کی بات مان کر فوراً ہوٹل کے لئے نکل گئی تھی۔ بیس فلور کا ہوٹل تھا۔ جس کے آٹھویں فلور پر ایونٹ رکھا گیا تھا، جہاں بڑی سے بڑی ہستیاں موجود تھیں۔ دعا اور آصم بھی آٹھویں فلور تک پہنچ کر اطراف میں نظر ڈال کر اپنی جگہ سنبھال چکے تھے۔۔

ابھی ایونٹ شروع ہونے میں تقریباً آدھے گھنٹے کا وقت باقی تھا۔ دعا کو بے چینی محسوس ہو رہی تھی، اسے ایک عجیب سی الجھن گھیرے ہوئے تھی اس لئے وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔

"عاصم تم یہیں بیٹھو میں بارہویں فلور پر جو کافی شاپ ہے اسی میں جا رہی ہوں، جب ایونٹ شروع ہو تو مجھے فون کر دینا میں آ جاؤں گی۔۔!!" دعا کہہ کر اوپر چلی گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم نے اپنا کام ختم کر کے زایان کو فون کیا۔۔

"زایان تم مجھے آج کا لنچ کروا رہے ہو۔اس لئے تم ریسٹورانٹ میں ابھی آرہے ہو، تمہیں میں لوکیشن بھیج رہا ہوں۔۔!!"ابراہیم نے اسے روب جمع کر بلایا۔۔

"ہاں جگر آرہا ہوں۔۔!"تھوڑی دیر تک دونوں ہنستے مسکراتے ریسٹورانٹ کے اندر داخل ہو گئے۔۔

تیسرے فلور پر بنے ریسٹورانٹ میں بیٹھ کر دونوں ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ عجیب سی اسمیل پھیلنے لگی، جیسے کہیں آگ لگ گئی ہو۔۔

عجیب افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔دونوں فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔حالات حاضرہ پر نظر ثانی کرنے کے بعد فوراً وہاں سے نکل کر ہال میں چلنے لگے کہ تبھی انہیں ہوٹل منیجر تیزی سے اندر جاتا ہوا نظر آیا جسے ابراہیم نے فوراً روک کر پوچھا۔۔

"سر بارہویں فلور پر کافی شاپ میں معلوم نہیں کیسے آگ لگ گئی ہے۔آٹھویں فلور پر بچوں کا ایونٹ تھا،انہیں وہاں سے نکالنا ضروری ہے۔کافی شاپ کے اوپر جتنے بھی فلور ہیں ان میں کنسٹرکشن کا کام چل رہا ہے۔۔!!"منیجر نے فوراً ساری ڈیٹیل دی۔۔

مینیجر کی بات سن کر وہ دونوں فوراً وہاں سے نکل کر آٹھویں فلور پر پہنچتے بچوں کو سیفلی نکالنے لگے۔۔

بچاؤ ٹیم بھی وقت پر پہنچ چکی تھی اور آگ بجھانے والے عملے کے آنے کا انتظار تھا۔۔

وہاں سے چھٹے فلور پر ہی انہیں سیڑھیوں کے پاس ایک گھڑی گری نظر آئی۔ جسے دیکھتے ہی ابراہیم گھڑی کے پاس پہنچا اور اسے اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔

"زایان یہ گھڑی دعا کی ہے ناں۔۔؟" ابراہیم کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔

"ابراہیم پہلے فرحان کو فون کرو اور اس سے پوچھو کہ دعا کہاں ہے۔۔؟" زایان نے کچھ بھی برا سوچنے سے پرہیز کیا۔۔

اس نے جب فون لگا کر پوچھا تو فرحان نے اسی جگہ کا نام بتایا کہ وہ ایونٹ کو کوریج کرنے پہنچی تھی۔۔

دونوں سب کو نکالنے کے ساتھ ساتھ پاگلوں کی طرح اسے بھی ڈھونڈ رہے تھے۔۔

دل میں دعا کر رہے تھے کہ وہ جہاں بھی رہے ٹھیک رہے لیکن کہتے ہیں نہ کہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ کچھ آزمائش کے لئے بھی اللہ تعالی ان دعاؤں کو سمیٹ کر رکھ لیتے ہیں اور اپنے بندوں کو آزمائش دیتے ہیں کہ دیکھیں ہمارا بندہ کہیں ناامید تو نہیں ہوتا۔۔

چاروں طرف دھواں اور اسمیل پھیلی ہوئی تھی۔ سارے لوگ تقریباً نکالے جا چکے تھے۔ صرف بارہویں فلور پر کافی شاپ میں کچھ لوگ پھنسے ہوئے تھے۔ وہاں آگ اتنی زیادہ پھیل گئی تھی کہ نکلنا اور اندر جانا بہت مشکل تھا۔۔

ابراہیم اور زایان کا دل خوف سے دھڑک رہا تھا۔ بار بار آنکھوں کے سامنے دعا کا مسکراتا چہرہ آرہا تھا۔۔

"زایان تم باہر جاؤ، تمہیں ایسی سیچویشن سے نہیں نکل سکتے، لیکن ہماری ٹریننگ ہمیں ہر طرح کے حالات سے نمٹنے کا طریقہ سکھاتی ہے کہ ہم اس سے بھی خراب حالات سے نکل سکیں۔ تم نکلو یہاں سے میں دعا کو لے کر ہی باہر آؤں گا۔۔!!" ابراہیم زبردستی اس کو باہر بھیجنے پر آمادہ تھا۔۔

"نہیں، میں تمہیں مشکل وقت میں بالکل بھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا اور میری گڑیا بھی یہی کہیں ہے میں اسے ڈھونڈ کر ہی رہوں گا۔۔!!" زایان نہیں جا رہا تھا۔۔

"تم وقت برباد مت کرو۔ تم جاؤ یہاں سے فوراً ۔۔!!"

ابراہیم زبردستی زایان کو باہر بھیج کر خود کافی شاپ کی طرف بڑھنے لگا جہاں آگ کی لپٹیں بلند ہو رہی تھیں۔۔

Clubb of Quality Content!

وہ کسی طرح کافی شاپ کے اندر پہنچ کر دعا کو پکارنے لگا۔دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔کسی اپنے کی تکلیف کیا ہوتی ہے یہ کوئی آج ان سے پوچھتا۔۔؟

ہر طرف پھیلی آگ کو دیکھ کر راستے کا تعین کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا پھر بھی وہ راستہ بناتا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔اسے ہمت نہیں ہارنی تھی،اپنی دعا کے لئے،اپنی پرنسز کے لئے۔۔

ابراہیم کی آنکھوں کے سامنے بار بار صبح کا منظر گھوم رہا تھا۔۔

"اللہ آپ نے اسے میرا بنایا ہے۔آپ نے اس کی حفاظت میرے زمہ دی ہیں تو اس تک مجھے پہنچا دیجئے میرے رب،میری دعا قبول کر لیجئے۔میں اسے کھونا نہیں چاہتا اللہ،تو ہی ہماری مشکلوں کو آسان کرنے والا ہے۔۔!!"اس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو گرتے ہوئے اس کی بیرڈ میں جزب ہوئے تھے۔۔

دعا جیسے ہی کافی شاپ میں پہنچی تھی،ابھی اسے بیٹھے کچھ لمحے گزرے تھے جب دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں اور آگ پھیلنے لگی تھی۔اچانک لوگ بھاگنے لگے۔

دھماکے کی آواز اتنی تیز تھی کہ سب کچھ بکھر چکا تھا۔وہ خود ایک طرف لڑھک چکی تھی۔۔

کچھ وقت کے لئے سب کچھ ساکت ہو گیا تھا۔چند منٹ بعد ہی وہ حواس میں لوٹتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر دروازہ کی سمت بھاگی تھی لیکن دروازہ لاک ہو چکا تھا۔۔

اسے کھولنے کی کوشش بہت کہ لیکن وہ کھل نہیں رہا تھا۔ دھواں اور اسمیل کی وجہ سے اسے چکر آرہے تھے۔ اسے اپنی موت قریب نظر آرہی تھی۔ جب وہ ایک کونے میں بیٹھ گئی اور سارے گھر والوں کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگا۔۔

سب کو یاد کر کے اس کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے تھے۔ اسی میں اسے وہ دشمن جاں بھی یاد آیا تھا جو اس کا تھا۔ کبھی وہ اس پر حق جماتا تھا، کبھی بچاتا تھا تو کبھی رلاتا بھی تھا۔ کبھی اس کی سہتا تھا تو کبھی اس کو ڈھونڈتا بھی تھا۔ کبھی اس سے تھپڑ بھی کھالیتا تھا اور ناراض ہو کر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ ان سب کے باوجود اس نے محبت کا اظہار تو اس سے کبھی نہیں کیا تھا۔۔

"تو کیا انہیں مجھ سے محبت بھی نہیں ہے۔۔؟ کیا آج میں بنا ان کی محبت دیکھے ہی چلی جاؤں گی۔۔؟" اس کی آنکھوں کے سامنے دوبارہ اندھیرا چھانے لگا تھا۔ جب اس کے کانوں میں اپنے نام کی پکار سنائی دی تھی۔ جیسے کوئی بہت شدت سے اسے پکار رہا ہو۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں لیکن اس پکار کی شدّت انہیں بند ہونے سے روک رہیں تھیں۔۔

"دعا۔۔ دعا۔۔!"

ابراہیم اس کا نام پکارتے آگے بڑھ رہا تھا۔چند پل بعد اس کے کانوں تک یہ آواز رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے ایک نئی زندگی دے گئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ صبح ناشتے کے وقت سیڑھیوں سے اتر کر سب کو سلام کرتے ہوئے ان کے درمیان بیٹھ گیا۔۔

"بھائی آپ آفس جارہے ہیں۔۔؟"اس کے سوال پر وہ چونک گیا تھا کیونکہ وہ اس وقت آفس کے لئے گرے تھری پیس سوٹ زیب تن کیے ہوئے، بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے لیپ ٹاپ بیگ لے کر اس کے سامنے آیا تھا پھر بھی وہ اس سے ایسا سوال کر رہی تھی۔۔

"ہاں گڑیا، کوئی کام ہے کیا۔۔؟"اس نے نرمی سے جواب دینے کے ساتھ ہی اپنے سامنے رکھے ناشتے کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"نہیں۔۔!لیکن کب تک آئیں گے۔۔؟"اس نے سوال کے بدلے سوال کیا۔وہ اس کی تفتیش پر مسکرایا تھا۔۔

"میری جان میں شام میں آجاؤں گا لیکن ہاں کوئی تیاری نہیں کرنا کیونکہ مجھے اچھے سے معلوم ہے کہ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔!!"اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی بہن کی ناک دباتے ہوئے اس کے خواب پر بالٹی بھر پانی پھینک دیا تھا۔۔

"کیا ہے بھائی، آپ ہمیشہ یہی کرتے ہیں لیکن میں دعا کر رہی ہوں کہ میری بھابھی اس معاملے میں آپ کی ایک بھی نہ سنیں اور یہ بڑا کیک آپ سے کٹوا دیں۔۔!!"اس نے دعا کے انداز میں کہتے ہوئے منہ بنایا تھا۔۔دلاور اس کی بات سن کر فوراً لبوں کو آپس میں پیوست کیے کچھ بھی کہنے سے خود کو باز رکھا۔۔

"تم ناشتہ کرو اور یونیورسٹی جاؤ۔میرے بچے کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ان شاءاللہ میری بہو اس گھر کو روشنیوں سے جگمگا دے گی۔۔!!"وہ ماں تھی کیسے اپنے بچے کی آنکھوں میں اذیت دیکھ سکتیں تھیں اس لیے فوراً بیٹی کو گھورنے کے ساتھ ساتھ ڈانٹ بھی لگا دی تھی۔۔

"امی آپ میری گڑیا کو نہ ڈانٹے اور گڑیا میں نو بجے تک آجاؤں گا پھر ہم سب ڈینر کے لئے باہر چلیں گے۔۔!!"وہ فوراً اپنی بہن کو خود سے لگا کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔۔

ناشتہ کرنے کے بعد وہ دونوں گھر سے نکل گئے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم چودھری۔۔!" دعا نے اس کی آواز کو اپنا وہم سمجھ کر محبت سے اس کا نام پکارا تھا۔

اس کا نام لیتے ہی اس کا دل بے اختیار شدت سے دھڑک اٹھا۔۔

اس نے اپنی آنکھیں زبردستی کھولنے کہ کوشش کرتے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی جب اسے شیشے والے دروازے کے اس پار ابراہیم دکھائی دیا جو آگ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے ڈھونڈ رہا تھا۔۔

ابراہیم کی نظر بھی دعا پڑی۔اسے ٹھیک دیکھ کر اس کے دل کو جیسے قرار آیا تھا۔۔

وہ اسے ہاتھ ہلا ہلا کر اندر آنے سے منع کر رہی تھی کیونکہ آگ بہت زیادہ پھیل گئی تھی۔۔

"ابراہیم اندر نہیں آئیں، آپ جائیں یہاں سے، ابراہیم جائیں۔۔!!" وہ چیخ چلا رہی تھی لیکن مقابل شخص پر کچھ اثر نہیں پڑ رہا تھا۔۔

ابراہیم نظرانداز کر کے دروازہ توڑ کر اندر کود گیا۔چاروں طرف آگ ہی آگ تھی۔اطراف میں موجود ٹیبل اور کرسیاں آگ کی لپیٹ میں تھیں۔دعا جہاں کھڑی تھی وہاں چھت سے ایک لوہا پگھل کر اس کے اوپر گرنے لگا۔۔

چند قدم کی دوری پر کھڑے ابراہیم کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی تھی وہ آگے بڑھ کر اسے محفوظ رکھنے کی کوشش کہ جس سے وہ اس لوہے سے تو محفوظ ہو گئی لیکن اسی دوران اس کا ہاتھ دوسرے طرف لگے سجاوٹ کے سامان پر پڑا اور وہ ٹوٹ کر کے دعا کے سر پر گرا۔۔

اس کے سر سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا۔ابراہیم فوراً آگے بڑھ کر اسے اپنی باہوں کے حصار میں لیے ہی اس کا گال تھپتھپانے لگا۔۔

"دعا میری طرف دیکھو۔آنکھیں بند نہیں کرنا پلیز پرنسز۔۔!!" وہ اپنی تکلیف سے بند ہوتی آنکھوں کو زبردستی وا کرتے ہوئے اسے بے تابی سے دیکھ رہی تھی،ابراہیم بنا وقت ضائع کیے اسے اپنی باہوں میں اٹھائے ہی کھڑکی کے قریب گیا۔۔

"ابراہ۔۔ہہ۔م۔۔سب کا خیال رکھئے گا۔کسی کو۔۔!!"

وہ اٹک اٹک کر بولتے ہوئے اسے کچھ پل کے لئے ساکت کر گئی تھی۔۔

"وائفی خبردار جو کچھ الٹا سیدھا کہا تو ٹھیک نہیں ہو گا۔تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔میں تمہیں کچھ بھی نہیں ہونے دونگا۔میں اللہ سے تمہیں مانگ لوں گا۔۔!!" ابراہیم بے بسی سے دھاڑتے اسے اپنے سینے میں اور زور سے بھینچ گیا تھا،اس کی شدت پر دعا کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی تھی اور پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔۔

ابراہیم کھڑکی سے کود کر دوسری طرف بالکنی میں پہنچا جہاں آگ کچھ کم تھی۔وہاں سے نکل کر نیچے آتے ہوٹل سے باہر نکل آیا، زایان اسے دیکھتے فوراً بھاگ کر اس کے پاس آیا تھا۔۔

"زایان یہاں مت آؤ، بلکہ گاڑی لے کر آؤ ہاسپٹل جانا ہے۔۔!!"اس کے کہتے ہی وہ گاڑی نکال کر اس کے قریب پہنچا۔۔

وہاں بہت ہجوم تھا۔فایر برگیڈ بھی آچکا تھا۔عاصم بھی زایان کے ساتھ ہی تھا۔فرحان بھی وہاں پہنچ چکا تھا اور اس نے عاصم کو گھر بھیج دیا تھا اور خود اپنی گاڑی سے ہاسپٹل ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا تھا۔۔راستے بھر ابراہیم دعا کا چہرہ تھپتھپا تا رہا تھا اور بار بار زایان کو گاڑی تیز چلانے کو بول رہا تھا۔دونوں کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا لیکن وہ ناامید نہیں ہونا چاہتے تھے۔دونوں اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی فوراً اسے امرجنسی میں اندر لے جایا گیا۔دونوں ہی کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بینچ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئے۔۔

ابراہیم پریشانی حالت میں اپنے چہرے پر بار بار ہاتھ پھیر رہا تھا جیسے اپنے درد کو دبانے کی کوشش کر رہا ہو۔جب اس سے پھر بھی برداشت نہیں ہوا تو وہ زایان کے گلے لگ کر رونے لگا۔۔

اسے روتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی اپنے آنسو نہیں روک سکا۔چند پل بعد زایان اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا۔۔

ابراہیم کی پوری شرٹ خون سے سنی ہوئی تھی۔اس کی شرٹ سے خون بہہ کر فرش کو بھی سرخ کرنے لگا۔زایان کی نظر جب خون پر پڑی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ خون ابراہیم کے بازوؤں سے نکل رہا تھا۔جب لوہا پگھل کر دعا پر گر رہا تھا تو دعا کو بچاتے وقت وہ ابراہیم کو لگ گیا تھا لیکن وہاں اپنی پرواہ کسے تھی،زایان نے فوراً اس کا بازو پکڑا۔۔

"ابراہیم تمہیں اتنی زیادہ چوٹ لگی ہے۔چلو فوراً بینڈیج کرواؤ۔۔!!"زایان نے اس کو اٹھانا چاہا لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔فرحان بھی ان کے پاس پہنچ گیا تھا۔۔

"اس کے سر پر بہت زیادہ چوٹ لگی ہے۔وہ۔۔وہ عجیب عجیب باتیں بھی کر رہی تھی۔اور مجھے ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے پھر کبھی نہ دیکھ سکے۔۔!!"اس کی تڑپ اور اداسی پر زایان بھی رو دیا۔۔

"اسے ٹھیک ہو جانے دو پھر چھوڑوں گا نہیں۔ایک ایک چیز کا بدلہ لوں گا۔۔!!"ابھی بھی اس کی تکلیف پر ابراہیم کا دل تڑپ رہا تھا پھر بھی وہ دھمکی دینے سے باز نہیں آیا تھا۔۔

"پہلے تم ڈاکٹر کو دکھاؤ۔۔!!"زایان نے اسے زبردستی کھڑا کیا اور ڈاکٹر کے کیبن تک پہنچا۔۔

"جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتی اور جب تک وہ مجھ سے بات نہیں کرتی تب تک مجھے کسی ڈاکٹر کو نہیں دکھانا۔۔!!"اس نے زایان کے ہاتھوں سے اپنا بازو چھوڑوایا۔۔

"ابراہیم تمہارے بازو پر کٹ لگا ہے اور خون بھی بہت زیادہ گر رہا ہے۔اگر تم ٹھیک نہیں ہوں گے تو دعا کو کیسے دیکھو گے اور کیا تمہیں لگتا ہے کہ دعا تمہیں اس حال میں دیکھ کر خوش ہو گی۔۔؟"اس نے ابراہیم کو سمجھایا تھا۔اب کی بار وہ خود خاموشی سے اٹھ کر ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھا۔اسے جاتے دیکھ کر زایان نے فرحان سے کہا کہ اسے کپڑے خرید کر لادے کیونکہ اس کا کپڑا پورا خراب ہو گیا تھا اور انہیں نماز بھی ادا کرنی تھی۔فرحان باہر چلا گیا تھا جبکہ وہ ابراہیم کے پاس گیا۔۔

اسے بھی چار اسٹیچز لگے تھے اس کے بعد ڈاکٹر نے بینڈز کر دی۔خون زیادہ گرنے کی وجہ سے ڈاکٹر اسے ڈریپ لگانے کو بول رہے تھے لیکن وہ مان ہی نہیں رہا تھا۔وہاں سے نکل کر پھر وہ لوگ دوبارہ ہال میں آ کر بیٹھ گئے۔ڈاکٹر باہر آئے تو وہ دونوں اٹھ کر ڈاکٹر کے پاس گئے۔۔

"ڈاکٹر کیسی ہے وہ۔۔؟" دونوں ہی نے بے قراری سے پوچھا۔۔

"انہیں سر میں کافی چوٹیں آئیں ہیں، تین اسٹیچز بھی لگانے پڑے لیکن وہ اب ٹھیک ہیں۔ انہیں روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے، دو سے تین گھنٹوں میں انہیں ہوش آجائے گا۔۔!!" اس کے ٹھیک ہونے کا سن کر دونوں پہلے اللہ کا شکر ادا کرنے مسجد چلے گئے، پھر واپس آکر دعا کے روم میں داخل ہو گئے۔ زایان بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی ہوئی دعا کے قریب پہنچ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے سہلایا اور ابراہیم وہیں بیڈ کے پاس اسٹول رکھ کر بیٹھ گیا۔۔

"زایان گھر پر کسی کو معلوم تو نہیں ورنہ وہ لوگ پریشان ہو جائیں گے۔۔؟" ابراہیم کو کچھ یاد آنے پر اس نے زایان سے پوچھا۔۔

"روشان اور دادا جان کو معلوم تھا اور کسی کو نہیں لیکن اب تک تو معلوم ہو گیا ہو گا۔۔!!" اس نے نرمی سے دعا کے ہاتھوں کو اپنی ہتھیلیوں کے بیچ لیے سہلاتے ہوئے اسے ساتھ ہی جواب دیا تھا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن انہیں بھی ابھی بتا دو کہ دعا اب ٹھیک ہے اور میری چوٹ کا نہیں بتانا۔۔!!" زایان اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے نکل کر باہر چلا گیا۔۔

اب روم میں صرف ابراہیم اور اس کی وائفی ہی رہ گئے تھے۔۔

اس کے مرجھائے ہوئے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے وہ اپنے تڑپتے ہوئے دل پر قابو نہیں رکھ سکا۔اس نے دعا کا ہاتھ اپنی ہتھیلیوں کے بیچ پکڑ کر اپنے انگوٹھے سے نرمی سے ہلکا ہلکا سہلانے لگا۔۔

"پرنسز مت اتنا پریشان کرو، آنکھیں کھولو ہم سے باتیں کرو۔۔!!" اس کا لہجہ بھاری اور آنکھیں ابھی بھی نم ہو رہی تھیں۔ وہ اب ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ رہی تھی، اس کے لہجے میں چھپی بے قراری اور شدت پر وہ آنکھیں کھولنے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔

اس کی جھلملاتی ہوئی پلکوں کو دیکھ کر وہ پرسکون ہوتے پیچھے مڑتے ہوئے دروازہ پر کھڑی نرس کو آواز دی۔۔

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولتی ہوئی سامنے نظر ڈالی۔پہلے ہاسپٹل کے کمرے پر نظر پڑی پھر اپنے قریب بیٹھے ابراہیم پر۔ دونوں ایک دوسرے کو کچھ لمحے تک دیکھتے رہے پھر ابراہیم نے اپنے ہاتھوں میں لیے اس کے ہاتھ کو اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے لبوں سے لگایا۔۔

اس کی آنکھوں سے ایک بے بس آنسو دعا کے ہاتھ پر گرتے اسے اپنی شدت بھرے لمس سے روشناس کروایا۔اس کے آنسوؤں کی بارش دیکھ کر وہ بہت بے چین ہوئی تھی لیکن وہ یہ

بھی سمجھ چکی تھی کہ وہ اس کے لئے صرف خاص ہی نہیں بلکہ بہت خاص ہے۔ کوئی یونہی تو کسی کے لیے اپنے آنسو ضائع نہیں کرتا۔۔

وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اٹھ نہیں سکی۔ ابراہیم اس کی بے چینی نوٹ کرتے ہوئے بہتے اشکوں سمیت اسے دیکھا جو ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب ترین بلا رہی تھی۔ ابراہیم اس کے اشارے پر جھک کر لیٹی ہوئی دعا کے بہت قریب گیا جب اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں میں جذب کرتے ہوئے خود بھی رو پڑی تھی۔۔

"جب کوئی اپنا آپ سے دور جا رہا ہو اور آپ کو احساس ہو کہ وہ آپ کے لئے بہت خاص ہے لیکن آپ اس کے لئے کچھ نہ کر سکیں تو یہ احساس ہی بہت جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔۔!!"

اسے روتے ہوئے دیکھ کر وہ خود پر ضبط کرتے اس کی پیشانی عقیدت سے اپنے لمس سے روشناس کروایا۔۔

اسی وقت دروازہ کھول کر زایان اندر داخل ہوا۔ ایک فسوں تھا جو ٹوٹ گیا۔۔

زایان اسے ٹھیک دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے ڈاکٹر کے قریب گیا جو چیک اپ کرنے کے بعد اب دوا لکھ رہی تھی۔۔

"بھیا۔۔!"اس کی سر گوشی نما آواز پر وہ دونوں فوراً متوجہ ہوئے تھے۔۔

"ہاں گڑیا کیا بات ہے بولو۔۔؟"وہ فوراً اس کے قریب جھکا تھا۔۔

"مجھے ابھی گھر جانا ہے ورنہ یہ لوگ مجھے انجیکشن لگا دیں گے۔۔!!"اس نے معصومیت سے ان دونوں کو دیکھا، جہاں ان کے چہرے پر مسکراہٹ چمک رہی تھی۔۔

"ٹھیک ہے ابھی چلتے ہیں ہم،ڈاکٹر سے بات ہو چکی ہے۔۔!!"اسے تسلی دے کر ڈاکٹر کی دی گئی ہدایات پر غور و فکر کرنے کے بعد اسے لے کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔۔

ان کے گھر پہنچتے ہی گھر میں ہلچل سی مچ گئی کیونکہ افغان چودھری نے سب کو سب کچھ بتا دیا تھا اس لئے ہر افراد کو تھوڑی تسلی تھی لیکن پھر بھی سب پریشان تھے۔۔

گاڑی سے نکل کر فوراً ابراہیم نے اسے اپنے بازؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے اپنی باہوں میں اٹھا کر سیدھے اپنے کمرے میں بیڈ پر لا کر لٹا دیا تھا۔سب سے پہلے افغان چودھری نے صدقہ دیا اور پھر سبھی لوگ دعا سے مل کر اسے آرام کرنے کی گرض سے چھوڑ کر باہر نکل گئے۔۔

سبھی لوگ اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے دونوں صحیح سلامت ہیں۔۔

اب کمرے میں صرف وہ دونوں ہی رہ گئے تھے، ابراہیم خود بھی بہت تھکا ہوا تھا اس لیے وہ بھی خاموشی سے دعا کے قریب ہی بیڈ پر لیٹ گیا اور چہرے کا رخ اس کی طرف کر لیا۔۔

آج پہلی بار ان دونوں کے درمیان کوئی تکرار نہیں تھی۔ بلکہ آنکھوں میں بے قراری سمیٹے ہوئے وہ دونوں ایک لگاتار ایک دوسرے کا چہرہ آنکھوں کے ذریعے دل میں بسا رہے تھے۔۔

ابراہیم نے یہ کچھ گھنٹے جس اذیت میں گزارے تھے وہ مزید ان کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اسے آج شدت سے احساس ہوا تھا کہ اس کی وائفی اس کے لئے اس کی سانسوں سے بھی زیادہ ضروری تھی۔ وہ اب اس کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا دل آج اقرار کر رہا تھا کہ وہ اس سے محبت ہی نہیں عشق کرتا ہے۔ ابراہیم خود کی ہی سوچ پر بے اختیار مسکرایا تھا۔ دعا اسے مسکراتے دیکھ کر چند پل کے لئے مبہوت ہوئی تھی۔ اسے بھی آج شدت سے احساس ہوا تھا کہ اس کا ہمسفر اس کے لئے کیا ہے۔۔؟ اپنے لئے اسے آگ میں پاگلوں کی طرح کودتے دیکھ کر ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ اللہ تعالی میاں بیوی کے رشتے میں محبت ڈال ہی دیتا ہے اور محرم سے محبت تو اللہ کا دیا ہوا ایک بہت خوبصورت تحفہ ہوتی ہے۔۔

وہ لیٹے لیٹے ہی کوہنی کے بل زرا سا اونچا ہوتے اس نے دعا کے گال پر نرمی سے ہاتھ پھیرا تھا۔۔

"تمہیں معلوم ہے وائفی جب میں نے ہوٹل میں تمہاری گھڑی گری ہوئی دیکھی ناں تو اس وقت میری جان نکل گئی تھی صرف یہ سوچ کر کہ تم کسی مشکل میں ہو۔۔!!" کمرے کی مدھم روشنی میں وہ اس کے چہرے پر ابھی بھی بے بسی دیکھ سکتی تھی۔۔

"میں نے بہت ٹف لائف دیکھی ہے، مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ احساس کیسا ہوتا ہے۔۔؟ ہاں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ پہلی بار ایسا محسوس نہیں ہوا بلکہ جب تم مجھے اس ہوٹل میں ملی تھی اور میں تمہارے سامنے تیجا بن کر کھڑا تھا لیکن اس وقت بھی یہی احساس تھا جسے میں سمجھ نہیں سکا۔۔!!" دعا خاموشی سے صرف اس کو سن رہی تھی۔۔

"تم نے صبح مجھ سے پوچھا تھا ناں کہ کیا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔؟ تو سنو میں آج اور اسی وقت تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ نہیں کرتا تم سے محبت۔۔!!"

اس کی سفاک بات سن کر دعا کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے، چہرہ سرخ رنگ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں صاف صاف اقرار جھلک رہا تھا لیکن وہ انکار کر رہا تھا اور اس کے اس قدر سنگدلی پر دعا کے آنسو اس کی آنکھوں سے گرنے کو بے تاب تھے۔۔

"ہاں میری زندگی، یہی سچ ہے کہ میں تم سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں۔ وائفی تمہارا سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن تمہارا خود سے دور جانا برداشت نہیں کر سکتا۔ تمہارا رونا برداشت نہیں کر سکتا۔ تمہاری تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔۔!!" اس قدر دلفریب اظہار محبت کی امید اسے نہیں تھی اس لئے ان لفظوں کو سن کر وہ رو پڑی تھی لیکن ان آنسوؤں کو ان آنکھوں سے گرنے سے پہلے ہی اس نے انہیں بے مول ہونے سے بچا لیا۔۔

"ہاں وائفی یہ سچ ہے بالکل کہ اپنی آخری سانسوں تک تم سے جنون کی حد تک وفا کروں گا لیکن ہاں پہلے میرا وطن، اس کے بعد کچھ بھی۔۔!!" اس نے دعا کی نم پلکوں کو نرمی سے اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔ اس کی اس قدر محبت پر وہ سرشار ہوتے اپنا ہاتھ اٹھا کر ابراہیم کے چہرے پر نرمی سے رکھا۔۔

"آپ کو معلوم ہے میں وہاں پر آپ کو ابھی یاد ہی کر رہی تھی کہ آپ پہنچ گئے تھے اور۔۔اور۔۔!!" وہ فوراً کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی۔۔

"پرنسز جو کہنا چاہتی ہو ناں وہ کہہ دو۔ دل میں کچھ بھی نہیں رکھو۔۔!!" اب کی دفعہ ابراہیم نے اس کے پٹی لگے سر کو چوما تھا۔ اس کی حرکت پر دعا خفت سے لال ہوئی تھی۔۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ مجھے کچھ کہنا ہے۔۔؟" وہ اس کی ٹیلی پیتھی سے حیران ہوئی۔۔

"اب تو مجھے سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔۔!!" وہ زیرِ لب مسکرایا تھا۔ابراہیم کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر دعا نے بات بدلنے میں ہی عافیت سمجھتے ہوئے اپنے لب وا کیے۔۔

"مجھے نیند لگ رہی ہے۔۔!" اس کو آنکھیں موندتے ہوئے دیکھ کر ابراہیم نے خاموشی سے لائٹ آف کر کے خود بھی سو گیا۔۔

دونوں تھکے ہوئے تھے اس لئے کسی نے انہیں ڈسٹرب نہیں کیا لیکن رات کے کھانے کے وقت جیا نے انہیں اٹھانے کی ذمہ داری لی اور ان کے کمرے کے باہر کھڑی ہو کر دروازہ ناک کیا۔۔

"بھائی۔۔بھائی۔۔!" وہ ابراہیم کو آواز دے رہی تھی جب اس کی آواز سن کر ابراہیم کی آنکھ کھلی تو فوراً اٹھ کر دروازے پر پہنچ گیا۔۔

"ہاں گڑیا بولو۔۔؟" اسنے بہت ہلکی آواز میں اس سے پوچھا تھا کیونکہ دعا ابھی نیند میں تھی۔۔

"بھائی کھانا یہی لے آؤں یا سب کے ساتھ کھانا ہے۔۔؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔۔

"سب کے ساتھ کھانا ہے۔۔!!" اس کی بات سن کر

جیا فوراً چلی گئی۔اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر کمرے کی لائٹس آن کی اور دعا کو دیکھا جو اس کی طرف کروٹ لیے اس کے تکیے پر آرام سے سر رکھ کر سوئی ہوئی تھی۔ابراہیم بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

بچوں جیسا معصوم چہرہ، بڑی بڑی مڑی ہوئی پلکیں جو ایک دوسرے میں پیوست تھیں۔

چھوٹی سی ستواں ناک۔ابراہیم نے اس کی ناک کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوا تھا۔اسے اس کی ناک ہمیشہ اٹریکٹ کرتی تھی۔اس کے نظروں کی تپش تھی یا کچھ اور لیکن اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو۔۔؟"ابراہیم اسے آنکھیں واں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔

"ٹھیک ہوں،آپ پریشان مت ہوں۔۔!!"دعا نے اس کے پریشان زدہ چہرے پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔۔

ابراہیم اس کی حرکت پر زیر لب مسکرا دیا۔اس کے مسکرانے سے شیو زدہ چہرے پر ڈمپل نمایاں ہوئے تھے اور انہیں دیکھ کر ہمیشہ کی طرح دعا ان میں کھو سی گئی تھی۔۔

"ابراہیم۔۔!!" سرگوشی نما آواز میں وہ پکار بیٹھی تھی۔اس کی نظریں ابھی بھی اس ڈمپل پر مرکوز تھیں۔۔

"ہاں پرنسز بولو۔۔!" ابراہیم نے ہنکار بھرا۔۔

"امی تو کہتی ہیں کہ میں بالکل آپ پر گئی ہوں لیکن میرے گالوں پر تو ڈمپل نہیں ہے۔۔؟ آپ کے پاس ہے، میرے پاس کیوں نہیں ہے۔۔؟ یہ مجھے بھی چاہئے۔۔!!" معصومیت کی انتہاں تھی۔وہ اس سے پہلے شکایت درج کروانے کے بعد اب اس سے اپنی فرمائش نوٹ کروا رہی تھی جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ اپنی کسی چیز کے نہ ملنے پر اپنے والدین سے فرمائش کرتا ہو۔اس کی فرمائش سن کر ابراہیم بے ساختہ مسکرایا تھا۔۔

"اچھا پھر اسے تم رکھ لو، یہ اب سے اور ہمیشہ کے لئے تمہارا ہوا۔۔!!" ابراہیم نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے گال پر ڈمپل کی جگہ پر رکھا تھا۔وہ اس کی خواہش بھلا کیسے رد کر سکتا تھا۔دعا انہیں محسوس کر کے کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

انہیں چھو کر اسے ایسا لگا جیسے اسے سارے جہاں کی خوشیاں مل گئی ہوں۔اس کے چہرے پر اتنی رونق تھی کہ ابراہیم اسے دیکھتا رہ گیا۔وہ اسے خوش دیکھ کر دل سے خوش ہوا تھا اور اس نے اللہ سے اسے ہمیشہ خوش رہنے کی دعائیں مانگی تھی۔۔

ابراہیم اسے تھام کر واش روم میں لے جا کر اس کا ہاتھ، منہ دھلوا کر کے اسے اسی طرح پکڑے ڈائننگ ٹیبل تک لے کر گیا تھا۔ سبھی لوگوں نے اسے دیکھ کر پہلے اس کا حال احوال پوچھا پھر اس کے بعد سب مل کر کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔۔

ایک شفیق سی خاتون جن کے چہرے پر نور ہی نور تھا اور ان کے ساتھ ایک خوبصورت سے پتلی دبلی سی لڑکی ٹیبل پر آکر بیٹھی۔ ابراہیم انہیں دیکھ کر کچھ لمحے تک حیران ہوا تھا۔ اسے تھوڑا بہت یاد تو تھا لیکن کچھ خاص یاد نہیں آرہا تھا، اس نے حیرانی سے اپنے دادا جان کا چہرہ دیکھا۔ اسے اس طرح حیران دیکھ کر وہ مسکرانے لگے۔۔

"بیٹا یہ تمہارے دادی جان کی کزن اور بہت ہی خاص دوست ہیں، جو ہمیشہ سال دو سال پر آیا کرتی ہیں۔ ان کی صرف ایک ہی بیٹی ہے اور وہ اپنی فیملی سمیت باہر رہتی ہیں۔ یہ بھی ان کے ساتھ زیادہ تر باہر ہی رہتی ہیں لیکن اس وقت آئی ہوئی تھیں تو اس لیے ہم نے انہیں ملنے کے لئے بلایا ہے۔ ان کے ساتھ ہی یہ ان کے بیٹے کی دوست کی لڑکی ہیں۔ ان کے گھر کوئی نہیں اس وقت اس لیے انہیں بھی ساتھ لے کر آئیں ہیں۔۔!!" افغان چودھری نے ابراہیم کی مشکل آسان کر دی۔۔

ابراہیم نے فوراً انہیں سلام کیا تھا اور ان سے حال احوال دریافت کر کے کھانے کے لئے سبھی لوگ بیٹھ گئے تھے۔۔

ساری ینگ پارٹی ایک ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ سب کھانے کی طرف متوجہ تھا جب نبا نے دھیرے سے ایک کہنی دعا کے بازوؤں میں پیوست کی تھی۔ درد کو ضبط کرتے ہوئے اس نے گھور کر نبا کی طرف دیکھا۔۔

"کیا ہے۔۔؟" اس نے دبی دبی آواز میں پھٹکار کر پوچھا۔۔

"یار اس لڑکی کو دیکھو زرا بھائی کو کیسے گھور رہی ہے جیسے اس سے پہلے کوئی لڑکا کبھی نہیں دیکھا۔۔؟" اس کے کہتے ہی عفراء اور جیا بھی اس طرف متوجہ ہوئیں جہاں وہ دادی کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی ابراہیم کو بار بار دیکھ کر مسکرا دیتی پھر کھانے لگ جاتی تھی۔۔

دعا نے اس لڑکی کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا۔۔

"اس کا نام رومہ ہے۔ یہ جب سے آئی ہے تب سے بہت کم کسی سے بات کی ہے صرف مسکرا اور شرما رہی ہے لیکن ابھی دیکھو یہ جیسی حرکتیں کر رہی ہے بھائی کو دیکھ کر، لگتا ہے کہ اس کا دل بھائی پر آ گیا ہے۔۔!!" نبا نے دعا کے نالج میں اضافہ کرتے ہوئے ساتھ ہی اس کا خون بھی جلایا۔۔

"بکومت ورنہ میں ابھی اسکی آنکھیں نکال لوں گی۔۔!!" دعا نے کھا جانے والی نظروں سے روما کو گھورتے ہوئے کھانے سے ہاتھ روکا تھا۔۔

اس کی بات سن کر تینوں دھیرے سے ہنسی تھیں اور ان کی ہنسی سے سارے ٹیبل پر جیسے رونق لگ گئی تھی، سبھی لوگ بھی مسکرانے لگے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ساری ینگ پارٹی ایک ساتھ ابراہیم کے کمرے میں دعا کا موڈ درست کرنے کے لئے ڈیرہ ڈالے بیٹھی تھی۔۔

"روشان تمہاری انٹرن شپ کیسی چل رہی ہے۔۔؟" صوفے پر زایان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ابراہیم نے روشان سے پوچھا۔۔

"بھائی اچھی چل رہی ہے۔۔!" اس نے فرمانبرداری سے جواب دیا۔۔

"کوئی آتا جاتا تو ہو گا نہیں کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ اس بندے کو اپنا کیس دینا مطلب کہ کلہاڑی پر خود پیر مارنے کے برابر ہے۔۔!!" نبا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔

"کیا کہا کوئی نہیں آتا جاتا۔۔؟ ارے لڑکیاں ایک سے ایک آتی ہیں اور وہ مجھ جیسے ہینڈسم پر مرتی بھی ہیں، وہ تو میں اتنا شریف ہوں کہ کچھ کہتا نہیں۔۔!!"

روشان نے مسکراتے ہوئے جلتی پر تیل چھڑکا۔۔

"پہلی بات وہ لڑکیاں نہیں بلکہ عورتیں ہوتی ہوں گی۔ ورنہ تم جیسے منحوس انسان کون پوچھے گا۔۔؟ تمہاری ایفل ٹاور جیسی ناک ہے اور آنکھیں ماشااللہ بالکل الو جیسی ہیں۔ حرکتیں اللہ معافی دے، بلکل بندروں جیسی ہے۔ ارے میں تو اس لڑکی کے لئے رو رہی ہوں جو تم سے شادی کر کے برباد ہو گی۔۔!!" نبا جل بھون کر اسے کھٹی میٹھی سنا دی۔۔

روشان تو اتنا اچھا اپنے لئے کشیدہ سن کر حیران ہوا تھا اور باقی لوگ تو خاموشی اختیار کیے لائیو شو دیکھ رہے تھے اور وہ بھی بالکل فری میں۔۔

"نبا تم مجھے کتنا غور سے دیکھتی ہو کہ میرے لئے پورا دیوان ہی بول دیا اور سنو تم ٹینشن نہ لو، میں بڑی امی سے بولونگا کہ تمہیں اونچی خوبصورت ناک والے لوگ پسند نہیں ہیں تو تمہارے لئے کوئی چائنیز یا جاپانی لڑکا دیکھیں، جس کی ناک بلکل چپٹی سی ہو اور ناک نہ ہو تو بھی تمہیں چلے گا۔۔!!" روشان کی بات پر سبھی کا ایک زوردار قہقہہ پڑا تھا۔ نبا غصہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ چہرہ غصے کی شدّت سے سرخ ہوا تھا۔۔

"دور پھٹے منہ ،اللہ کرے تمہاری ویسی ہی بغیر ناک والی بیوی ملے اور اب سے تم مجھ سے بات بھی مت کرنا۔ مجھے تمہارے جیسے منہوس انسان کے منہ نہیں لگنا۔۔!!"ان دونوں کے بڑھتے جھگڑے کو دیکھ کر زایان نے بیچ بچاؤ کیا۔ عفراء، جیا اور دعا آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ کچھ دیر تک سبھی لوگ بیٹھ کر چلے گئے۔۔

وہ دونوں اب تنہا تھے،ان کے جانے کے بعد ابراہیم اٹھ کر دراز سے ایک باکس اٹھا کر بیڈ پر دعا کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ وہ حیرت سے باکس کو دیکھ رہی تھی جب ابراہیم نے دعا کو ایک بہت ہی خوبصورت نازک سی بریسلٹ جیسی گھڑی نکال کر اس کے سامنے پیش کیا۔۔

چندپل بعد اس نے دعا کو اجازت طلب نظروں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا پہنانے کی اجازت ہے۔۔؟ دعا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر سر جھکا لیا۔۔

ابراہیم نے بہت پیار اور احتیاط سے اسے وہ گھڑی اسی کی کلائی میں پہنائی۔۔

"دعا جو تم نے پہلے گھڑی پہنی ہوئی تھی ناں اس میں بھی میں نے چیپ تمہاری حفاظت کے لئے لگائی ہوئی تھی لیکن اب تو وہ گھڑی خراب ہو گئی ہے،اس لئے اسے کبھی اپنے ہاتھ سے مت نکالنا۔ کہیں بھی رہوں، کسی بھی مشکل میں رہو،اس سے میں تمہارے کانٹیکٹ میں رہوں گا۔ یہ ایک اسپیشل گھڑی ہے جس میں ڈیوائس لگی ہوئی ہے،اس سے مجھے تمہاری

لوکیشن سمیت تمہاری آواز تک مجھے مل جایا کرے گی۔۔!!" دعا نے اس کی بات سن کر مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ آج وہ بات بات پر مسکرا رہی تھی۔۔

کسی کی محبت پالینا بھی ایک بہت بڑا اعزاز ہوتا ہے اور یہاں تو محبت ہی نہیں عشق بھی ملا تھا اور وہ عشق جو ہمیشہ شاید اس کا تھا لیکن وہ کبھی سمجھ نہیں سکی تھی۔۔

ابراہیم اسے مسکراتے دیکھ کر اپنے لبوں کے گوشوں میں مچلتی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اٹھا تھا اور دوا کا ڈبہ اٹھا کر لایا۔ دوا کو دیکھتے ہی اس کی مسکراہٹ پلوں میں ہی سمٹی تھی۔۔

"ابراہیم پلیز مجھے دوا نہیں کھانی، میں ایسے ہی ٹھیک ہو جاؤں گی دو تین دن میں، دیکھیں مجھے بالکل بھی درد نہیں ہو رہا ہے۔ میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ سے بات بھی کر رہی ہوں۔۔!!" وہ بالکل چھوٹے بچوں کی طرح اسے دلاسہ اور تسلی دے رہی تھی اور ابراہیم اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا، وہ جانتا تھا کہ دوا کھانے میں اس کی وائفی کتنی نکمی ہے اور کتنی مشکل سے اسے دوا کھلانی پڑتی ہے۔ یہ کام تو اسے کرنا ہی تھا۔۔

"دعا پکا ناں تمہیں یہ دوا نہیں کھانی ہے۔۔؟ پھر سے سوچ لو ایک بار ورنہ میری ایک شرط ہے۔ یا تو میری شرط پوری کر دو یا پھر دوا کھالو، تمہارے پاس دو آپشن ہیں۔۔!!" ابراہیم نے

جان بوجھ کر اس کے آگے شرط رکھی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ ایسے اتنی آسانی سے تو دوا کھانے سے رہی۔۔

"آپ شرط بولیں، مجھے ہر شرط منظور ہے۔۔!!" دعا نے بنا سوچے سمجھے بغیر کہا۔۔

اس کی جلد بازی پر ابراہیم کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شرط سننے کے بعد تو دعا نے دوا کھا ہی لینا ہے وہ بھی بہت آرام سے۔۔

"میری شرط بہت چھوٹی سی ہے۔ یا تو تم مجھ سے اظہار محبت کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں پر کس بھی کرو گی، یا تو تم دوا کھا لو۔ تمہاری مرضی ہے۔۔!!"

ابراہیم نے اپنی امڈتی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ کر اپنی ایک آنکھ مینچتے ہوئے اپنے گالوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ وہ اس کے انداز اور حرکت دیکھ کر شرم سے دوہری ہوئی تھی۔۔

"بڑے ہی کوئی آپ بد معاش قسم کے انسان ہیں اور لوفر تو ایک نمبر کے ہیں اور یہ بات تو مجھے آج تک معلوم ہی نہیں تھی۔ آپ کی شرط ماننے سے اچھا ہے کہ میں دوائی کھا لوں۔۔!!" دعا چھوٹے بچوں کی طرح منہ بگاڑتے ہوئے اب اس کے آگے اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔ ابراہیم نے قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ کو پیچھے کر کے دوا کو نکال کر اس کے منہ میں رکھا تھا اور اسے فوراً پانی پلایا تھا۔۔

اس نے بچوں کی طرح منہ بگاڑ کر ابراہیم کی طرف دیکھا تھا۔اسے منہ بگاڑتے دیکھ ابراہیم نے اس کے منہ میں فوراً چاکلیٹ کا ٹکڑا رکھا جو اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے نکال کر اسے کھلایا تھا۔اپنی اتنی کیئر پر اس کے چہرے پر نور چھایا تھا۔۔

کمرے کی لائٹس آف کرتے ہوئے بیڈ پر لیٹ کر اس کے سر کو اپنے بازوؤں پر رکھتے ہوئے سر میں انگلیاں پھیرتے اسے اپنی بانہوں میں بھیچ کر سونے کے لئے لیٹ گیا تھا۔۔

دعا بھی پر سکون ہو کر اس کے حصار میں سو گئی تھی۔دونوں ہی ایک دوسرے کے لئے پرفیکٹ تھے لیکن کون جان سکتا ہے کب کون سا طوفان کسی کی زندگی میں آجائے گا اور زندگی کے ورق کو الٹ پلٹ کر رکھ دے گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ربیل کی ساری ٹیم اس وقت میٹنگ روم میں اکٹھا تھی۔جب ولید نے کوئی انفارمیشن دی۔۔

"سر جو ہوٹل میں آگ لگی تھی ناں وہ خود سے نہیں لگی تھی بلکہ کسی سازش کے تحت لگائی گئی تھی اور وہ بھی بڑی چالاکی کے ساتھ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں بچوں کا جم غفیر ہوگا۔۔!!"اس نے سی سی ٹی وی فوٹیج سے کچھ ویڈیوز دکھائیں۔۔

"لیکن بچے تو آٹھویں فلور پر تھے اور آگ تو بارہویں فلور پر لگی تھی۔۔؟ جہاں کوئی رسٹورنٹ ہے تو وہاں پہ آگ لگنے کا کیا مطلب تھا۔۔؟ کچھ تو ہے جو ہم سے چھوٹ رہا ہے، جو ہماری نظروں سے بھی او جھل ہے۔۔!!" ریبل کی پر سوچ انداز میں کہی گئی بات سن کر وہ سب بھی الرٹ ہوئے تھے۔۔

"کوئی بات نہیں ہے، آپ لوگ اپنی اپنی ڈیوٹی پر دھیان دے اور چھوٹی سے چھوٹی انفارمیشن لائیں۔ ہمیں صرف اندازہ نہیں لگانا ہے بلکہ پروف بھی کرنا ہے کہ یہ پاشا کا کوئی خاص ہے یا پھر پاشا گینگ ہی ایکٹیو ہو گیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی جو پاشا کا بہت قریبی بھی ہو اور وہ یہ کام کر رہا ہے۔ یہ کام ایسے ہی نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس کا تعلق ہم سے ہے۔ یہ ہم سے جڑا ہوا ہے، کوئی ہم سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔۔؟ جو بھی ہے وہ ہماری ٹیم کا ممبر یا پھر ہم سے جڑا، میڈیا سے جڑا ہوا یا کوئی جو ہمارے لئے کام کرتا ہو۔ ان سب پر دھیان دو جو اس کیس سے جڑا ہوا ہو۔۔!!" پوری ٹیم ایکٹیو ہو چکی تھی کیونکہ یہ ان کے لئے معمولی کیس نہیں تھا۔۔

ابراہیم سوچ میں پڑ گیا تھا، اسے اب دعا کی فکر لگ گئی تھی کیونکہ اس کیس سے دعا کا بھی تعلق تھا۔ وہ لوگ دعا کو بھی کڈنیپ کر کے لے گئے تھے، اسی لئے ناں کہ اس سے کچھ اگلوا

سکیں۔۔؟ لیکن اسی وقت پر ربیل پہنچ کر سارا کچھ ان لوگوں کا بگاڑ چکا تھا اس لیے اسے اب دعا کے لئے ٹینشن ہو رہی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

صبح سویرے اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہ ابراہیم کے بازوؤں پر مزے سے سر رکھے سو رہی تھی۔ چند سیکنڈ اس خوبرو چہرے کے خدوخال پر نظریں مرکوز رکھنے کے بعد اس نے نرمی سے ابراہیم کے دوسرے بازو کو اسے اٹھانے کی غرض سے ہلایا۔۔

اس کے چھونے پر ہی اس کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات دیکھ کر وہ حیران رہ گئی جب اس کی نیند میں ہی ہلکی سی کراہ کی صورت آواز نکلی۔ جیسے اس کے بازو چھونے پر اسے تکلیف ہوئی ہو۔۔

وہ حیران ہوئی تھی اور ساتھ ہی وہ سوچ میں پڑی کہ اسے کیا ہوا ہے۔۔؟ اس کی کراہ پر وہ خود ہی مطلب اخذ کر چکی تھی کہ اسے کچھ ہوا ہے لیکن اس نے کسی کو بتایا نہیں۔۔

وہ ابھی بھی آنکھیں موندے نیند میں تھا۔ دعا نے اس کے بازو سے سر اٹھا کر آرام سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اب اس نے جس بازوں کو ہلایا تھا اور اسے تکلیف ہوئی تھی، اس نے اسی بازو کی

آستین کا بٹن کھول کر جیسے ہی اس نے آستین اوپر کی تو حیرت کی زیادتی سے ساکت رہ گئی کیونکہ اس کے بازو پر پٹی لگی ہوئی تھی اور اس پر خون کی بوندیں بھی موجود تھیں۔۔

اس کی تکلیف کا سوچ کر دعا کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آئے تھے اور ضبط کرنے کے باوجود جو اس کے بازوؤں پر گرتے چلے گئے۔۔

ابراہیم نیند میں ہی اپنے ہاتھوں پر کچھ نم سا محسوس کر کے پٹ سے آنکھیں کھول گیا تھا۔پہلے اس نے اپنے پٹی زدہ بازو کو دیکھا پھر جیسے ہی اس کی نظر دعا پر پڑی تو حیران رہ گیا کیونکہ وہ سر جھکائے رونے میں مصروف تھی۔اسے سمجھتے دیر نہیں لگی کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔۔؟

اسے روتا دیکھ کر وہ تڑپ کر سیدھا ہوا تھا اور اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔جو دل کے قریب ہو بھلا اسے روتے ہوئے کوئی کیسے دیکھ سکتا ہے۔۔؟

"پرنسز تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟میں بالکل ٹھیک ہوں۔مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔بس تھوڑی سی چوٹ لگی تھی وہ بھی بالکل ٹھیک ہے۔۔!!"ابراہیم اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کر اسے تسلی دی تھی۔۔

"میری چوٹ پر تو آپ تڑپ گئے تھے لیکن آپ کی چوٹ کا کیا۔۔؟آپ نے تو کسی کو بتایا بھی نہیں۔۔؟"

اس نے روتے ہوئے، سسکیوں کے درمیان اس سے شکوہ کیا تھا۔۔

اس کے شکوہ سے زیادہ اس کا خود کے لئے رونا حیرت میں ڈال دیا۔۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ صرف آپ ہی مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے ہیں۔۔؟ میں بھی آپ کو بالکل بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ درد ہو رہا ہے مجھے آپ کو اس طرح دیکھ کر۔۔!!" وہ زار و قطار روتے ہوئے بے اختیار اس کے سینے سے لگ گئی۔۔

"میرے لئے رو رہی ہو میری جان۔۔؟ میں بالکل ٹھیک ہوں اتنی چھوٹی سی چوٹ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہے۔۔!!" ابراہیم اسے اپنے حصار میں لے کر بڑی مشکل سے چپ کرایا اور اسے تسلی دی تھی کہ وہ بالکل ٹھیک ہے، اسے بالکل بھی تکلیف نہیں ہو رہی ہے۔ تب کہیں جا کر وہ خاموش ہوئی تھی۔۔

وہ تو اس وقت اس بات سے بھی انجان تھی کہ جانے انجانے میں اس نے اظہار محبت کر دیا ہے۔ ابراہیم اُس کی اِس ادا پر زیرِ لب مسکرایا تھا۔۔

گھر والوں کے ہفتے بھر کی کیئر کے بعد دعا بالکل ٹھیک ہو گئی۔ اس کے سر سے پٹی بھی ہٹ چکی تھی اور اس کے اسٹیچز بھی بالکل ٹھیک تھے۔ ابراہیم بھی اب ٹھیک تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گھر کی گرلز گینگ کیچن میں ایک ساتھ اس وقت رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔۔

"دعا تم زرا دھیان رکھا کرو، بھائی جب آتے ہیں تو دیکھا نہیں تم نے وہ روما کی بچی کیسے بھائی کے آگے پیچھے مسکرا مسکرا کر گھومتی رہتی ہے پرانے زمانے کی ہیروئنوں کی طرح۔۔!!" نبا نے نیا شوشہ چھوڑا جسے سن کر وہ تینوں ہی الرٹ ہوئیں۔۔

"میں اِس روما کی گردن مروڑ دوں گی اگر اس نے میرے اسٹون چودھری کی طرف دیکھا بھی تو۔۔؟ اور پتہ نہیں کہاں سے یہ روما چڑیل دادو کے ساتھ آ گئی، مجھے تو ابھی تک یہی نہیں سمجھ آ رہا ہے۔۔!!" دعا نے غصے سے کہتے کہتے اب پریشان ہوئی تھی۔۔

"تمہیں نہیں معلوم ہے دادو کے ایک بیٹے بھی تھے، ان کے ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی تبھی ان کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔ ان کے ایک دوست تھے وہ ہمیشہ دادو کے پاس پہلے آتے رہتے تھے پھر کچھ سالوں تک غائب ہو گئے، کچھ پتہ بھی نہیں چلا۔ پھر سننے میں آیا کہ ان کی بھی ڈیتھ ہو گئی ہے تو یہ ان کی ایک ہی بیٹی تھی۔ جب ان کے دوست کی ڈیتھ ہو گئی تو ان کی بیٹی دادو کے پاس چلی آئی۔ انہوں نے شاید اسے ایڈریس دیا ہوا تھا پہلے سے ہی تبھی اب وہ دادو کے ساتھ رہتی ہے تو دادو آئیں ہیں تو ان کے ساتھ یہ بھی چلی آئی۔۔!!" جیا نے اسے انفارمیشن پہنچانا ضروری سمجھا۔۔

"ہاں دیکھنے میں تو سیدھی سادی لگتی ہے لیکن حرکتیں کچھ عجیب کرتی ہے۔۔!!" عفراء نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ساتھ ہی سلاد کاٹنے کا کام بھی جاری رکھا۔۔

"دعا تم صرف بیٹھو، تمہیں ابھی کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔!!" جیا نے دعا کی فکر میں کہا۔۔

"نہیں آپی میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن آپ تینوں سن لیں اگر اس روما نے میرے ابراہیم کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا ناں تو میں اس کی چٹنی بنا کر خود ہی سب کو لائیو شو دکھاؤں گی۔۔!!" اس نے دانت ایسے پیسا جیسے دانتوں کے بیچ میں روما ہو۔ اس کی بات سن کر تینوں نے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔۔

"ہائے دعا تم نے کیا کہا۔۔؟ "میرے ابراہیم" کیا بات ہے۔۔!!" نبا نے ٹھنڈی آہیں بھرتے ہوئے دعا کو چھیڑا تھا۔۔

"ہاں تو جو میرا ہے وہ بس میرا ہے پھر میں اسے کسی دوسرے کو کیوں دوں۔۔؟" دونوں نے اس کی بات پر اتفاق کیا تھا۔۔

وہ سب باتوں میں مشغول تھیں جب دعا کی امی اس کا موبائل لے کر اس کے قریب آئیں تھیں۔۔

"دعا دیکھو زرا اپنا موبائل اس پر میسج بھی بہت سارے آ رہے اور فون بھی آ رہا ہے۔۔؟میرا بچے کو دو دن ہو گیا گئے ہوئے کہیں وہی تو فون نہیں کر رہا ہے۔۔؟"ابراہیم دو دنوں کے لئے کہیں گیا ہوا تھا اور ابھی تک آیا بھی نہیں تھا اس لیے رابعہ بیگم کو لگا کہ وہی فون کر رہا ہو گا۔۔

وہ ان کے ہاتھوں سے فون لے کر جیسے ہی اسکرین ٹچ کیا فوراً اس کا چہرہ بالکل ذرد ہو گیا تھا لیکن اس نے سب سے اپنے تاثرات چھپا لیا اور موبائل لے کر باہر نکل گئی۔۔

وہ اپنے اور ابراہیم کے مشترکہ روم میں جانے کے بجائے اپنے پرانے کمرے میں آئی تھی اور اندر داخل ہوتے فوراً دروازہ لاک کیا تھا۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔

"ہیلو۔۔؟"اس نے کانپتی ہوئی آواز میں فون اٹھایا تھا۔۔

"تمہیں دو دن سے ایک ہی بات سمجھا رہا ہوں لیکن لگتا ہے کہ تمہیں سمجھ نہیں آ رہا ہے،اگر تم اپنے شوہر کی زندگی چاہتی ہو تو اس کی زندگی سے خود نکل جاؤ ورنہ جو ہم کریں گے وہ بہت برا ہو گا۔۔!!"اس سفاکانہ دھمکی کو سن کر وہ بلبلا اٹھی۔اس کی آنکھوں سے ایک بے بس آنسوں فرش پر گرا تھا۔۔

"اگر ہم نے کچھ بھی کیا تو پھر تمہارا سارا گھر روئے گا۔۔!!"اس کی دوبارہ آواز سن کر خود پر قابو نہ رکھتے ہوئے وہ چیخ اٹھی۔۔

"نہیں۔۔ نہیں تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گے۔انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔۔؟میں ان کی زندگی سے ہمیشہ کے لئے نکل جاؤں گی۔۔!!"اس کی چیخ و پکار سنتے ہی فوراً فون کٹ گیا تھا اور وہ فون رکھ کر فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

دو دن سے یہی اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔دھمکی بھرا فون اور میسیجز آ رہے تھے۔اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔۔؟اگر بات ابراہیم کی زندگی کی نہیں ہوتی تو ایسے کیسز چٹکیوں میں وہ حل کر لیتی۔۔

"کیا مجھے یہ ابراہیم کو بتانا چاہیے۔۔؟نہیں نہیں میں ابراہیم کو کچھ بھی نہیں بتاؤں گی ورنہ یہ لوگ انہیں کچھ کر دیں گے۔ہاں یہ صحیح ہے کہ میں ان سے لڑائی کر کے الگ ہو جاؤ۔اس طرح سے وہ جہاں بھی رہیں گے محفوظ تو رہیں گے۔۔!!"اس نے اپنے بہتے ہوئے اشکوں کو صاف کرتے ہوئے ہوئے فیصلہ لیا اور باہر آ گئی۔۔

اسے یہ کرنا ہی تھا۔ابراہیم کے لئے،اس کی حفاظت کے لئے۔۔

دعا جیسے ہی لاؤنج میں آئی ویسے ہی ابراہیم بھی لاؤنج میں انٹر ہوا تھا۔ وہ دونوں کے لیے کسی میٹنگ کے سلسلے میں باہر گیا تھا اور آج گھر میں داخل ہوا تھا۔۔

سب کو سلام کرنے کے بعد اس کی نظر دعا پر پڑی تھی، اس کی آنکھیں اسے روئی روئی سی لگی تھیں لیکن وہ سب کے درمیان میں اس سے کچھ پوچھ بھی نہیں سکتا تھا اس لئے وہ اسے بعد کے لئے چھوڑ کر سب سے باتوں میں مصروف ہو گیا لیکن اس کی نظریں بار بار اس کے اداس چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔

دعا مسلسل اسے نظر انداز کر رہی تھی۔ اپنے چہرے پر اس کی نظروں کی تپش سے وہ پگھل جاتی کو اس سے پہلے ہی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ہ اپنے دل پر پتھر رکھ کر خود کو مضبوط بناتے ہوئے اپنے اور ابراہیم کے مشترکہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ چینج کر کے بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھا شاید اسی کے انتظار میں تھا۔۔

اسے اندر آتے دیکھ کر ابراہیم فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچتے اسے کھینچ کر اپنے گلے لگا کر شدّت سے بھینچ لیا جیسے وہ اسے ہزاروں سالوں بعد ملی ہو۔۔

یہ محبت کی کشش تھی یا معلوم نہیں کیا تھا جو وہ خود سے ضبط کھوتے ہوئے بے اختیار اس کے لمس پر پگھل گئی۔اس کے سینے سے لگتے ہی دعا کا سارا درد آنکھوں کے زریعے باہر آگیا،وہ اس سے لگی سسکتی ہوئی اس کے دل کو بے قرار کررہی تھی۔اس کے اس قدر شدت سے رونے پر ابراہیم بے چین ہوا تھا۔۔

"وائفی کوئی بات ہے کیا۔۔؟میرے جانے کے بعد کچھ ہوا ہے کیا جو تم بتانا نہیں چاہ رہی۔۔؟رو کیوں رہی ہو۔۔؟"ابراہیم اس کا سر سہلاتے ہوئے بے چینی سے سوالات کیے۔۔

اس کی آواز سنتے ہی وہ ہوش میں آتے فوراً اس سے الگ ہوئی تھی کیونکہ اس نے دل میں سوچا ہوا تھا کہ اس سے کچھ نہیں بتانا ہے۔اس لئے وہ اس سے دور ہوتے ہی واشروم میں بند ہو گئی۔۔

ابراہیم پہلے تو اس کے تاثرات سے پریشان ہوا۔بیس منٹ بعد جب وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو وہ وہیں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا اس کا انتظار کررہا تھا۔۔

دعا اسے دیکھ کر بھی نظرانداز کرتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھنے لگی جب اپنے ہاتھوں پر اس کا لمس محسوس کرتے ہوئے لرز گئی۔۔

وہ اس سے سب چھپانا چاہتی تھی لیکن یہ لمس اسے کمزور کر رہا تھا۔۔

"دعا سچ بتاؤ کہ کیا ہوا۔۔؟ کوئی بات تو ضرور

ہے۔۔؟" اس کے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کرتے ہوئے اس کے چہرے تاثرات سے جاننے کی کوشش میں ہلکان ہوا تھا اور وہ اپنے لب آپس میں پیوست کیے صرف اس سے نظریں چُرانے میں مصروف تھی۔۔

اس کا دل اندر سے بین کر رہا تھا کیونکہ وہ جو آگے کرنے والی تھی وہ ابراہیم کو بہت تکلیف پہنچانے والا تھا اور اسے تکلیف دینے کے بارے میں سوچ کر ہی اسے رونا آ رہا تھا لیکن وہ مضبوط بنی کھڑی تھی۔اسے یہ کرنا ہی تھا، اپنے ابراہیم کے لئے۔۔

اس نے اپنے سامنے کھڑے اس مخلص شخص سے ناتا توڑنے والی تھی اس لئے اس نے خود سے دور جھٹکتے اپنا بازو اس سے آزاد کروایا۔ابراہیم اس کی حرکت پر حیران ہوا تھا۔۔

"آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں۔۔؟ اب بہت ہوا، اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔مجھے اب بتانا ہی ہوگا۔۔!!" اس کے چیخنے چلانے پر وہ چند پل کے لئے ساکت ہوا تھا۔۔

"دعا کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔؟" وہ ابھی بھی نظریں مرکوز کیے اس سے جاننے کا خواہاں تھا۔۔

"آپ نے مجھ سے زبردستی نکاح کیا، زبردستی رخصتی بھی کروالی اور تو اور خود ہی زبردستی اظہارِ محبت بھی کر دیا لیکن یہ بات کان کھول کر سن لیں کہ میں آپ سے محبت نہیں کرتی بلکہ میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔۔!!"اس نے دل پر پتھر رکھ کر یہ جھوٹ بولتے ہوئے مقابل شخص کے سینے میں خنجر پیوست کیا تھا۔۔

"آگے ایک اور لفظ بھی نہیں دعا۔۔!!"وہ سرخ آنکھوں سے بے یقینی لئے اسے دیکھتا ہوا دھاڑا تھا۔اس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا،اس نے اپنی مٹھیوں کو بھینچ کر اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش میں مصروف عمل تھا۔۔

"آپ کے چیخنے چلانے سے میں خاموش نہیں ہوسکتی، میں اب تک اس لئے خاموش تھی کیونکہ وہ مجھ سے ناراض تھا لیکن اب وہ مان گیا ہے تو میں آپ کے ساتھ کیسے رہوں۔۔؟ میں آپ کے ساتھ اب اور نہیں رہ سکتی۔کیا میں نے کبھی آج تک آپ سے اظہارِ محبت کیا۔۔؟نہیں ناں، کیونکہ میں آپ سے محبت ہی نہیں کرتی۔۔!!"دعا نے اس کے دل میں بڑی بے دردی سے خنجر پیوست کیا تھا۔۔

ابراہیم بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے چند قدم آگے بڑھا تھا جب وہ سخت تاثرات لیے اس سے چند قدم پیچھے ہٹی تھی۔اسے خود سے دور جاتے ہوئے دیکھ کر

ابراہیم کی آنکھوں سے ایک بے بس آنسو ٹپکتے اس کی شیو میں جذب ہوا تھا اور وہی آنسو دعا کے دل میں بھی طوفان برپا کر گیا تھا۔۔

اب اس نے اپنے دل کو ڈپٹتے ہوئے آخری کیل پیوست کرنے کی تیاری کر لی تھی کیونکہ اب اسے یہ ہر حال میں کرنا ہی تھا۔۔

"آپ مجھے طلاق دیں۔۔!" ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ ابراہیم کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس کے گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔۔

اس نے کبھی زندگی میں نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی ایسا بھی کریگا۔۔؟ اور اس سب کی امید تو دعا کو بھی نہیں تھی۔۔

چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی کمرے میں سناٹا پھیل گیا تھا۔ دعا اپنے گال پر ہاتھ رکھے نجانے کتنے پل تک بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی تھی پھر آنکھوں میں آنسو لیے فوراً وہاں سے نکل کر بھاگتے ہوئے اپنے پرانے کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم اس کے کمرے سے چلے جانے کے بعد ہوش میں لوٹا تھا۔اسے اپنی کچھ دیر پہلے کی حرکت یاد آئی جسے سوچ کر ہی وہ پچھتاوے میں گھرا تھا۔غصے کی شدّت سے اس کا چہرہ بالکل سرخ اور آنکھیں انگارہ ہو گئی تھیں۔۔

"یہ تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا وائفی، بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔تم نے مجھے تکلیف پہنچا کر میرے دل کے ٹکڑے کر کے اچھا نہیں کیا۔میں تمہیں اتنی آسانی سے معاف نہیں کروں گا۔۔!!"وہ وہی فرش پر ٹیبل کے سامنے بیٹھتا چلا گیا۔اس کے اشکوں کو گرنے کا بہانا مل گیا تھا۔۔

کون کہتا ہے کہ مرد نہیں روتے۔۔؟جب ان کے دل کا درد حد سے سوا ہو جاتا ہے اور کوئی کندھا میسر نہیں ہوتا تو وہ بھی روتے ہیں۔اپنے درد اور اذیت کو اشکوں کے ذریعے باہر نکال کر وہ پر سکون بھی ہو جاتے ہیں۔۔

"میں نے یہ کیا کر دیا۔۔؟اپنی پرنسز پر ہاتھ اٹھا دیا۔لیکن یہ ہاتھ اٹھا بھی تو کیسے اٹھا اس پر۔۔؟"اس نے چیختے ہوئے سامنے پڑی کانچ کی ٹیبل پر وہی ہاتھ مارا جس سے اس نے دعا کو تھپڑ مارا تھا۔۔

ٹیبل پر ہاتھ پڑتے ہی ٹیبل چکنا چور ہو کر کئی حصوں میں تقسیم ہو گئی۔کانچ کے ٹکڑے ہاتھوں میں پیوست ہوتے ہی ابراہیم کے ہاتھ سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا لیکن یہ تکلیف کم تھی اس تکلیف سے جو دعا نے اس سے دور جانے کی بات کر کے پہنچائی تھی۔۔

اس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو گرتے ہوئے اس کی شیو میں جذب ہوئے تھے۔۔

جیسا اِدھر کا حال تھا ویسا ہی اُدھر کا بھی حال تھا۔دعا اوندھے منہ بیڈ پر لیٹے اور بے تحاشا روتے نہ جانے کب نیند کی وادیوں میں گم ہوتی چلی گئی۔۔

ابراہیم کے ہاتھ سے خون بہتا فرش کو رنگین کر رہا تھا اور وہ خاموشی سے بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔۔زایان اس کے کمرے کے سامنے سے پانی کی بوتل لیے گزر رہا تھا جب نظر کھلے دروازے سے اندر پڑی تھی اور وہ باٹل پھینک کر ابراہیم کو پکارتے ہوئے اندر آیا۔اس کی نظر جیسے ہی ابراہیم پر پڑی اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔۔

"ابراہیم یہ کیسے ہوا اور اتنا خون بھی گر رہا ہے۔۔؟"اس کی پکار پر بھی جیسے وہ کچھ سن نہیں رہا تھا۔۔

ابراہیم کو جیسے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔وہ خاموشی سے نظریں فرش پر مرکوز کیے ہوئے بیٹھا تھا۔کچھ لمحے تک زایان نے اس کا چہرہ بغور دیکھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر

بیٹھایا اور فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس کے ہاتھوں کی پٹی کرتے ہوئے خاموش ہی رہا۔وہ سمجھ چکا تھا کہ اس کے اور دعا کے درمیان کچھ تو ہوا ہے لیکن اس سے پوچھنا ابھی اسے مناسب نہیں لگا اس لئے وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپاتے ہوئے بنا کچھ بولے کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

اس کے جانے کے چند پل بعد ابراہیم بھی وہاں سے اٹھا تھا اور کمرے سے نکل کر بالکونی میں کھڑا ہوا۔سوچوں کے دھاگے اس وقت بھی اسی کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔۔

"مجھے اسے ایسے ہی نہیں چھوڑنا چاہیے ،ایک بار پھر سے مجھے بات کرنی ہی ہو گی۔دیکھنا ہی ہو گا کہ کیا سچ ہے اور کیا نہیں۔۔؟وہ ایسے کیوں بات کر رہی تھی۔۔؟ابھی دو دن پہلے تک تو ٹھیک تھی کچھ بھی نہیں ہوا تھا لیکن اچانک سے ایسا کیا ہوا کہ وہ ایسے کیسے کہنے لگی۔۔؟"جب ابراہیم کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ٹھیک ہوئی تو بالکونی سے نکل کر دعا کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔اسے پورا یقین تھا کہ کچھ تو ہے جو اس کی نظروں سے اوجھل ہے۔۔

اس نے جیسے ہی کمرے کے دروازے کو وا کیا تو اندھیرے اور اس کی سسکیوں نے اس کا استقبال کیا۔ دعا کبھی اندھیرے میں نہیں رہتی تھی۔ اس نے ہاتھ مار کر لائٹ آن کی تو دیکھا کہ وہ بیڈ پر ہی اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی اور نیند میں ہی سسک رہی تھی۔۔

وہ اس کے قریب پہنچ کر نرمی سے اس کے کندھے سے تھام کر اسے سیدھا کیا۔ جیسے ہی اس کی نظر دعا کے گال پر اپنی انگلیوں کے نشانات پر پڑی تو اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچ کر ضبط کرتے ہوئے دوبارہ کھولی تھیں کیونکہ اس کے گال پر انگلیوں کے بڑے واضح نشانات تھے جو اس کی تکلیف کی گواہی دے رہے تھے اور اسے تکلیف میں دیکھ کر ابراہیم کو بھی تکلیف ہوئی تھی۔ اس کا دل تڑپ کر قلابازی کھاتا ہوا نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔۔

اس نے جھک کر اس کے گال کو نرمی سے سہلاتے ہوئے اپنے دیے گئے زخم پر مرحم لگانے کی کوشش میں ہلکان ہوا تھا۔ وہ نیند میں بھی اس کا لمس محسوس کرتے ہی کھسک کر اسکے اور قریب ہوئی تھی۔ ابراہیم اس کی حرکت پر حیران ہوا تھا اور جب ان سسکیوں کے درمیان اسے بڑبڑاتے ہوئے سنا تو ساتھ ہی پریشان بھی ہوا۔ وہ اس کے قریب جھک کر اس کی باتوں کو سننے کی کوشش کرنے لگا۔۔

"مم۔۔ میں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گی ابراہیم، آپ کو کچھ بھی نہیں ہونے دوں گی۔ میں آپ سے بہت دور چلی جاؤں گی پھر آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔!!" وہ نیند میں ہی سسکیاں لیتے ہوئے ایک ہی بات بار بار دہرا رہی تھی اور ابراہیم اسے سن کر حیرانگی سے اسے دوبارہ دیکھا۔۔

"کیا اسے کوئی بلیک میل کر رہا ہے جو یہ بتانا نہیں چاہ رہی اور مجھ سے اسی لئے دور ہونا چاہ رہی ہے۔۔؟ مجھے پتہ کرنا ہی ہوگا، کسی بھی حال میں کچھ بھی کر کے۔۔!!" ابراہیم کا ذہن اب کام کرنا شروع کر چکا تھا۔ اس نے اطراف میں نظر ڈالنے کے بعد اٹھ کر اس کے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

"ولید تم اس وقت کہاں ہو۔۔؟" سب سے پہلے اس نے ولید کو فون کیا۔۔

"سر میں آفس میں ہوں بس نکلنے ہی والا تھا۔ کیا آپ کو کوئی کام ہے۔۔؟" اس نے بتانے کے ساتھ ہی پوچھ بھی لیا۔۔

"تم ابھی کے ابھی دعا کے نمبر کی دو دن کے اندر کی ساری ڈیٹیل نکال کر مجھے بھیجو، یہاں تک کال ریکارڈنگ بھی مجھے ابھی چاہیے۔ جسٹ پندرہ منٹ کے اندر اندر تم یہ کام کرو۔۔!!" اس نے آرڈر دیا۔۔

"ٹھیک ہے سر میں ابھی کر کے دیتا ہوں۔۔!" ولید نے فوراً فون رکھا تھا اور کام پر لگ گیا۔۔

ابراہیم کے لئے یہ انتظار کے پل بہت مشکل سے کٹ رہے تھے۔ ٹھیک بیس منٹ بعد اس کے موبائل کی ٹون بجی تھی۔۔

اس نے ڈیٹیل دیکھنے کے بعد اب کال ریکارڈنگ سن رہا تھا۔ جیسے جیسے ریکارڈنگ سن رہا تھا ویسے ہی اس کا چہرہ مارے غصے سے لال ہوتا چلا جا رہا تھا۔۔

"مجھ سے بات چھپا کر کے اچھا نہیں کیا وائفی، اب میں تم سے پکا والا ناراض ہوں اور جب تم بہت زیادہ مجھے مناؤ گی تبھی میں مانوں گا۔ اس کا بدلہ تو میں لے کر رہوں گا۔ بہت ستا لیا تم نے، خود کو اور مجھے بہت تکلیفیں بھی دے لیں لیکن اب میری باری ہے۔۔!!"

ابراہیم اب پر سکون ہوا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب اسے آگے کیا کرنا ہے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

نبا کے لئے دادی اپنے نواسے کا رشتہ لے کر آئی تھیں کیونکہ انہیں نبا بہت پسند تھی لیکن افغان چودھری نے ان سے سوچنے کا کچھ وقت مانگا تھا۔۔

انہوں نے اپنی بہوؤں سے رائے طلب کرنے سے پہلے اپنے تینوں پوتوں کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔۔

"سب کچھ تم لوگوں کے سامنے ہے۔ابراہیم یہ لڑکے کی ڈیٹیل ہے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ہم یونہی اپنی بیٹی تھوڑی دیں گے ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔۔!!"

ابراہیم کو انہوں سب کچھ سمجھا کر کہا تھا۔۔

روشان حیران ہوا تھا کہ ایسی کون سی بیٹی ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔جیا کی تو شادی ہو گئی زایان بھیا سے اور دعا کی ہو گئی ابراہیم بھائی سے پھر بچا کون۔۔؟اس کا دل نبا کے نام پر بے اختیار شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔اس نے باری باری سب کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔ اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔۔زایان کی نظر اس کے چہرے پر پڑی تو وہ حیران ہوا تھا اس کے چہرے کا رنگ اڑا دیکھ کر۔۔

"کیا ہوا چھوٹے۔۔؟"اس نے روشان کی پیشانی پر چمکتی ہوئی پسینہ کی بوندیں دیکھ کر دریافت کیا۔۔

"آپ لوگ کس کی بات کر رہے ہیں۔۔؟"اس نے اپنے خیالات کو جھٹلا کر پوچھا۔۔

"نبا کے لیے دادو نے اپنے نواسے کا رشتہ دیا ہے۔لیکن ہم ایسے ہی تھوڑی نہ ہاں کریں گے۔ پہلے پتہ کریں گے اور سب کچھ ٹھیک لگا پھر ہاں کریں گے۔۔!!"زایان نے اسے پوری ڈیٹیل دی تھی۔۔

اس نے بے اختیار ضبط سے اپنی آنکھیں چند پل کے لئے مینچ لیں تھیں۔۔

روشان کو اپنی کیفیت سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے ہوا کیا ہے۔۔؟ جس سے ہمیشہ لڑتا رہتا تھا آج اسی کے لئے اس کا دل اندر سے رو رہا تھا۔اسے محسوس ہو رہا جیسے کوئی اس کا دل نوچ رہا ہو۔وہ فوراً وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔

راہداری میں اسے نبا ملی لیکن اس نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں اور دروازہ ٹھاہ کر کے بند کیا۔۔

نبا اس کی حرکت پر حیران ہوئی تھی اس کے سمجھ سے بالاتر تھا۔اس نے اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔۔

ابراہیم چند پل تک روشان کے ریکشن سوچتا رہا پھر اس نے افغان چودھری کی طرف دیکھا،انہوں نے انکار کی صورت میں اپنا کندھا ہلایا جیسے کہہ رہے ہوں کہ مجھے نہیں معلوم۔۔

اس نے اب زایان کی طرف دیکھا جو زیر لب مسکرا رہا تھا۔۔

"زایان اس کو کیا ہوا تھا جو اس طرح اٹھ کر چلا گیا۔۔؟"اس کو اس طرح مسکراتے ہوئے دیکھ کر اس نے زایان کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

ابراہیم پریشان ہو گیا تھا کیونکہ روشان ان سے چھوٹا تھا اور اس کے لئے بہت اہم بھی تھا۔۔

"وہی جو رومیوں کو جولیٹ سے اور رانجھا کو ہیر سے ہوا تھا، فرہاد کو شریں سے ہوا تھا مجنو کو لیلا سے ہوا تھا۔۔!!" زایان نے اپنی مسکراہٹ کو دبا کر کافی سنجیدگی سے کہا۔۔

تھوڑی دیر خاموشی کے بعد تینوں لوگ کا قہقہہ ایک ساتھ برآمد ہوا تھا۔ افغان چودھری نے اپنی ہنسی روک کر پہلے پوتوں کو بغور دیکھا پھر اپنا فیصلہ تبدیل کر دیا۔۔

"بھئی مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری پوتیاں اپنے گھر میں خوش و خرم رہے مجھے بہت اچھا لگے گا۔۔!!" ان کے کہتے ہی وہ دونوں بھی مسکراہٹ دباتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

"میرے لئے جیسے نبا ہے ویسا ہی روشان بھی ہے۔ اگر دونوں راضی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔!!" ابراہیم نے بھی مثبت انداز میں جواب دیا اور زایان نے تو پہلے ہی خوشی سے سگنل دے دیا تھا۔۔

"ٹھیک ہے پھر ہم سب افراد سے بات کر کے تم سب کی ہلدی والے دن ان کا نکاح کر دیں گے اور رخصتی بعد میں ہو گی۔۔!!" افغان چودھری کا فیصلہ سن کر ابراہیم اور زایان نے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا اور پھر بے ساختہ ہنسنے لگے۔۔

"داداجان اب ہلدی، مہندی کر کے کیا کریں گے، صرف ولیمہ ہی ٹھیک ہے۔۔!!"ابراہیم نے ٹانگ اڑانا ضروری سمجھا۔۔

"خبردار برخوردار۔۔! سب فنکشن ہوگا، بچوں کی خوشیاں ہیں ہم سب مل کر منائیں گے۔۔!!"انہوں نے فوراً ابراہیم کو ڈانٹا تھا۔۔

"ٹھیک ہے داداجان جیسے آپ کی مرضی۔۔!!"انہوں نے فوراً حامی بھری تھی۔۔

"جگر چلو پہلے اپنے چھوٹے کو دیکھتے ہیں۔۔!!"زایان نے ابراہیم کو نکلنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں افغان چودھری سے اجازت لے کر کر نکلتے چلے گئے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

آج بختیار فیملی کے ساتھ ساتھ چودھری فیملی بھی بے انتہا خوش تھی کیونکہ عفراء کے فیصلے نے ہر چہرے پر رونق بکھیر دی تھی۔۔

وہ سب شام سات بجے کے قریب منزل مقصود پر پہنچ چکے تھے اور اپنے پلان کے مطابق بختیار فیملی سے مشورہ کرنے کے بعد اب جلدی سے عمل بھی کر رہے تھے۔ تقریباً تین گھنٹے کی محنت کے بعد سب کچھ تیار تھا اور ساتھ ہی لڑکیوں نے عفراء کو بھی تیار کرتے ہوئے اس کو اصل جگہ بھیج چکی تھیں۔۔

"بھائی آپ لوگ چلیں گیسٹ روم میں کیونکہ بھائی کی گاڑی آچکی ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ بس اندر آنے ہی والے ہیں۔۔!!"بختیار فیملی کی لاڈلی بیٹی اب ان سب کو لیے گیسٹ روم کی طرف روانہ ہوئی تھی۔۔

انہیں وہیں چھوڑ کر زیرِلب مسکراتے ہوئے اب اپنا کام مکمل کرنے کے لئے اپنے پیارے سے بھائی کی طرف بڑھی۔۔

"اسلام و علیکم بھائی، آپ آ گئے ہیں لیکن میں تو ابھی تیار نہیں ہو سکی۔۔!!"اس نے سلام کرنے کے ساتھ ہی فوراً معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھا جو کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔۔ اس کے وہموں گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ سب کون سا گیم کھیلا جا رہا ہے۔۔؟

"کوئی بات نہیں ہے جب تک میں فریش ہو کر چینج کر کے آتا ہوں۔۔!!"وہ فوراً اس کو کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

"بھائی مجھے تھوڑا وقت لگے گا تب تک آپ ٹیرس پر چلیں فریش ہو کر میں کافی بھجوا دیتی ہوں پھر جب میں تیار ہو جاؤں گی تو آپ کو بلا لوں گی۔۔!!"اس نے فوراً ہانک لگائی تھی۔۔ وہ جاتے جاتے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اوکے کا اشارہ دیا جس پر وہ بے انتہا خوشی سے ہاتھ لبوں پر جما گئی تھی۔۔

وہ بیس منٹ بعد فریش ہو کر وائٹ جینز پر بلو ڈینم کی شرٹ پہنے، بالوں میں برش پھیر کر اپنی مخصوص خوشبو میں بسا کمرے سے نکل کر ٹیرس کی طرف بڑھا۔۔

اس کے وہموں گمان میں بھی نہیں تھا کہ آج سامنا کس سے ہو گا۔وہ خود میں مگن ہو کر موبائل میں مصروف سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دروازہ کھول کر قدم رکھتے ہوئے کسی انحونے احساس کے تحت نظریں اوپر اٹھا کر اطراف میں نظر ڈالتے ہوئے ہونٹ گول کیے مسکرایا تھا۔۔

وہ سمجھا تھا کہ یہ سب اس کی بہن نے کیا ہے۔۔ چھت کے بیچوں بیچ میں چار ستون لگا کر اس پر تازے پھولوں کی کلیوں کے ساتھ ہی اس میں چھوٹی چھوٹی ستاروں کے مانند لائیٹس لگائی گئی تھیں۔۔

دروازے سے لے کر ہر طرف پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں تھیں۔اس ستون کے بیچ میں صرف ایک ٹیبل رکھا تھا اور اس پر ایک خوبصورت موم بتی ہولڈرز کے ساتھ ہی گلدستے رکھے ہوئے تھے۔۔

آس پاس گملوں کو بھی لائٹوں سے سجایا گیا تھا۔۔

اطراف کا باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے وہ ایک دلکش منظر کو دیکھتے ہوئے پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا۔۔

بے یقینی ہی بے یقینی تھی جو اس وقت اس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔۔

ستون کے قریب کھڑی ہوئی وہ دوشیزہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کی بیوی عفراء بختیار تھی۔۔

گولڈن اور میرون امتزاز کا فراک اور اس پر میرون دوپٹہ لیے، کانوں میں گولڈن جھمکے اور گولڈن ہی ٹیکا لگائے، ہم رنگ کانچ کی چوڑیاں پہنے، لائٹ سا میک اپ کیے وہ پلکیں جھکائے کوئی اپسرا معلوم ہو رہی تھی۔۔

اسے دروازے کے قریب ہی ساکت کھڑے دیکھ کر اور اس کی پر تپش نظریں خود پر مرکوز محسوس کرتے اپنے دھڑکتے ہوئے دل کو مضبوط بنا رہی تھی۔اس کی طرف چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتے ہوئے اب قریب آ رہی تھی۔۔

اس نے بے یقینی سے یقین کا سفر طے کرتے ہوئے اپنے بے قابو دل کو ڈپٹ چکا تھا۔۔وہ اپنی ان بے قرار نظروں کا کیا کرتا جو آج اس کے دل کی سننے سے انکاری ہوئیں تھیں۔۔

عفراء اپنے دل کی دھڑکنوں میں گونجتے اس نام پر حیا سے سرخ ہوتے ہوئے اس کے قریب ترین پہنچ کر خاموشی سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

نجانے کتنے پل یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے تھے۔وہ آنکھوں میں مخصوص چمک لئے اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔اس کے اس طرح سج دھج کر سامنے آنے پر وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہوا تھا۔۔

"ہہ۔۔ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔!!"وہ سرگوشی نما آواز میں ہچکچاتے ہوئے کہہ کر اپنے ہاتھوں میں تھامے گلاب کا بوکے اس کو پیش کیا تھا۔۔

نظریں جھکائے ہوئے وہ اس کے ہاتھ آگے بڑھانے کا انتظار کر رہی تھی لیکن وہ تو صرف اس کو دیکھے جا رہا تھا۔۔

اس کے ہاتھ آگے نہ بڑھانے پر وہ آنکھوں میں نمی لیے چند قدم پیچھے ہٹی تھی۔اس سے زیادہ وہ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ وہ ابھی اسے دھتکار دے گا۔۔

وہ اسے پیچھے جاتے دیکھ کر حواس میں لوٹتے ہوئے اس کو بغور دیکھا جو پلکوں کو بے دردی سے جھپک کر اپنے آنسوؤں کو اندر اتارتے ہوئے اس سے دور جا رہی تھی۔۔

وہ چند قدم چل کر اس کے قریب پہنچ کر اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنے دل میں اتارا۔۔

"آپ اپنی رضامندی سے یہاں آئی ہیں۔۔؟اور کیا آپ میرے لئے یہاں تک آئی ہیں۔۔؟"اس نے نرمی سے سوال کرتے ہوئے اس کی تھوڑی اپنی انگلیوں سے اوپر کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

اس نے بمشکل اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پلکیں جھپکی تھیں۔اس کی آنکھوں سے ایک بے درآنسو نکل کر دلاور کی ہتھیلیوں پر گرا۔۔

"پھر دور کیوں جارہی تھیں۔۔؟"اس نے بے قراری سے تڑپتے ہوئے اس کے آنسوؤں کو دیکھا۔۔

"آآ۔۔آپ نے ہی تو کہا تھا کہ جب تک میں چل کر آپ کے پاس نہیں آؤں گی تب تک آپ میری طرف نہیں بڑھیں گے۔۔چل کر آپ کے پاس آگئی ہوں پھر بھی آپ میری طرف نہیں بڑھ رہے ہیں۔۔!!"وہ اس کی کہی گئی بات یاد دلانے کے بعد اپنے آنسوؤں پر ضبط نہ رکھتے ہوئے سسک کر رو دی تھی۔۔

اور اس کا اس طرح رونا دلاور کا دل ہلا گیا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر خود سے لگاتے ہوئے بے اختیار خود میں بھینچ لیا تھا۔۔

وہ اپنے محرم کا لمس پاتے ہی شدت سے رو دی تھی اور اس کے رونے پر وہ بے اختیار اس کے چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں جذب کیے اپنے سامنے کیا۔۔

"میں نے جو کچھ بھی کہا تھا لیکن اگر آپ مجھے ایک بار پکارتیں تو میں ہزاروں دفعہ سر کے بل چل کر آپ کے پاس آتا۔ دلاور بختیار اپنا کیا ہوا وعدہ بھی توڑ سکتا ہے مسز عفراء بختیار کے لئے۔۔!!" اس کے آنسوؤں کو نرمی سے اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہتے اس کی پیشانی پر عقیدت سے اپنا مہکتا ہوا لمس چھوڑا تھا۔۔

وہ آنکھیں بند کیے اپنے دل کے زخموں کو مندمل ہوتا محسوس کر رہی تھی جب اپنی انگلیاں اس کی مضبوط انگلیوں میں الجھتے محسوس کر کے پٹ سے آنکھیں وا کیے اس خوبرو شخص کو قریب سے دیکھتے اپنے ہاتھوں پر ایک نظر ڈال کر بے اختیار مسکرا دی تھی۔۔

وہ اس آنسوؤں اور مسکان کے امتزاز کو دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔۔

عفراء ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے ٹیبل کے قریب پہنچ گئی اور دلاور دلچسپی سے اس کے چمکتے ہوئے چاند سے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس کے رحم و کرم پر خود کو چھوڑ دیا۔۔

"چلیں پہلے آپ یہ کیک کاٹیں۔۔!!"اس نے حکم صادر کرتے ہوئے اسے کیک کے سامنے کھڑا کیا۔۔

چھوٹا سا چاکلیٹ کیک تھا جس پر کریم سے ''ہپی برتھ ڈے ہینڈ سم ہبی'' لکھا ہوا تھا جسے دیکھ کر وہ زیرِ لب مسکرایا تھا۔۔

اس نے عفراء کی پشت اپنے شانے سے لگا کر اس کے گرد اپنا حصار ڈالے دوسرے ہاتھ سے کیک کٹ کرتے ہوئے چھوٹا سا پیس اس کے ہونٹوں کے قریب کیا۔۔

عفراء نے فوراً چھوٹا سا بائٹ لیا تھا، بچا ہوا کیک دلاور نے اپنے منہ میں ڈالا۔اس کی حرکت پر وہ شرم وحیا سے سرخ ہوتے ہوئے پلکیں جھکا گئی تھی۔۔

"ویسے تو آپ خود میرے لئے تحفہ ہیں لیکن پھر بھی چلیں نکالیں میرا گفٹ۔۔!!"اس کے دلکش انداز پر وہ فدا ہوتا ہوا اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلا گیا تھا۔۔

اس نے اس کی پھیلی ہوئی ہتھیلی کو دیکھ کر اس کے جگنوؤں جیسے چمکتی آنکھوں میں جھانک کر اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے دلکش انداز میں مسکرا پڑی۔۔

"اس تحفہ کے لئے آپ کا دل سے شکر گزار ہوں، خود سے بڑھ کر آپ کا خیال رکھوں گا۔ کبھی بھی آپ پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔۔!!"اس کے دلربا انداز پر اس نے اس کے ہاتھوں کی پشت کو نرمی سے اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے اس کے سر پر اپنے لب رکھے۔۔

"سنیں۔۔؟"اس کے طرزِ مخاطب پر وہ بے اختیار مسکرایا تھا۔۔

"سنائیں۔۔!!"وہ اسی طرح اس کو خود سے لگائے محبت سے سرشار ہوتے ہوئے پوچھا۔۔

"کیا آپ مجھے میری ہر غلطی کے لئے معاف کر سکتے ہیں۔۔؟"اس کے لہجے میں چھپی آس محسوس کرتے ہوئے وہ ٹھٹھک گیا تھا۔۔

"شش۔۔!کوئی غلطی نہیں، کوئی معافی تلافی نہیں۔بس آپ یہ جان لیں کہ آپ میرے لئے سب سے اہم اور خاص ہیں۔۔!!"دلاور نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے اس کو معتبر کیا تھا۔اس کی محبت پر عفراء کی آنکھیں ایک بار پھر بھیگی تھیں۔۔

وہ اس کا ہاتھ تھام کر کمرے میں لا کر کھڑا کیا اور خود الماری سے کچھ نکال کر اس کے قریب پہنچا۔۔

اس کی نم پلکوں کو دیکھ کر وہ عقیدت سے چومتے ہوئے اس کے پیچھے آتے اس کے گلے میں کچھ پہنایا تھا۔۔

"یہ آپ کا وہ گفٹ ہے جو میں بہت پہلے آپ کو دینا چاہتا تھا لیکن شاید اس کا وقت آج آیا ہے۔۔!!"اس کے گلے میں پینڈینٹ پہنا کر اس پر نرمی سے انگلی پھیرتے ہوئے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھا تھا۔۔

وہ شرم سے پلکیں جھکا کر نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔

"چلیں ہم نیچے چلتے ہیں۔۔!!"وہ حق سے کہتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگی اور وہ دل ہی دل میں رب کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے ہم قدم تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

روشان کھڑکی کی طرف منہ کر کے کھڑا اپنے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔دل بڑی شدت سے بین کر رہا تھا لیکن وہ خاموش تماشائی بنا ہوا تھا۔۔

وہ اپنے احساسات پر ابھی تک حیران تھا۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟جو اب تک اسے محسوس نہیں ہوا وہ اچانک ایسے محسوس ہونے لگا۔اسے معلوم نہیں تھا کہ محبت تو اچانک ہی ہوتی ہے،کب وہ دل میں گھر کر جاتی ہے پتا ہی نہیں چلتا،جب اس کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں، تب کہیں وہ انسان جان پاتا ہے۔۔

وہ اپنے آپ میں گم تھا جب زایان اور ابراہیم دروازہ کھول کر اس کے کمرے میں آگے پیچھے داخل ہوئے تھے۔۔

وہ سوچوں میں اتنا غرق تھا کہ اسے معلوم ہی نہیں ہو سکا۔ جب اس کے کندھے پر کسی کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا تو وہ حواس میں لوٹتے ہوئے اپنے جذبات پر بند باندھ کر پیچھے مڑا۔ سامنے زایان کو دیکھتے وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور اس کے گلے لگ کر بے ساختہ رونے لگا۔۔

زایان اسے روتے ہوئے دیکھ کر خاموشی اختیار کیے بس خود سے لپٹے روشان کو اپنے آپ میں زور سے بھینچا تھا۔۔

"بھیا کیا وہ مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی۔۔؟ پھر میں کس کو پریشان کروں گا۔۔؟ کس سے اپنی بات منوانے کی کوشش کروں گا، کس سے لڑائی کیا کروں گا۔۔؟" جو دل میں تھا وہ اسے دوسرے پیرہن میں پہنا کر حال دل بیان کرتے ہوئے انہیں مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

اس کو جو کہنا تھا وہ نہیں کہہ پا رہا تھا لیکن وہ اپنے دل کا حال بھی چھپا نہیں پا رہا تھا۔ ابراہیم صرف ان دونوں بھائیوں کے پیار کو دیکھ رہا تھا۔۔

نبا، ابراہیم اور زایان کے کمرے میں داخل ہونے کے فوراً بعد ہی روشان کے کمرے کی طرف گنگناتے ہوئے آگے بڑھی۔ وہ اس کا کپڑوں کا ہینگر لے کر رکھنے آئی تھی لیکن اندر سے آتی آواز سن کر وہ خاموش وہیں کھڑی رہ گئی، اس کے پیر آگے بڑھنے سے انکاری ہوئے تھے۔۔

"اگر صرف یہی بات ہے چھوٹے تو ہم اس میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے، کیونکہ کہیں تو اس کی شادی ہونی ہی ہے۔۔!!" ابراہیم نے روشان کا دل بڑی بے دردی سے توڑ دیا تھا۔

اس کی بات پر زایان نے ابراہیم کا چہرہ بغور دیکھا جو اسے آنکھوں سے کچھ اشارہ کر رہا تھا۔

زایان اس کے اشارے پر سمجھ گیا تھا کہ وہ روشان سے دل میں چھپے جذبات اگلوانا چاہتا ہے ورنہ اسے بعد میں ہاتھ نہیں لگنا تھا۔۔

ابراہیم کی بات سنتے ہی وہ رویا رویا سرخ چہرہ لیے زایان کے کاندھے سے سر اٹھا کر ابراہیم کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔

"بھائی یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔۔؟ میں اسے خود سے دور کبھی نہیں جانے دوں گا، میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے، سچ میں بھائی، یہ مجھے آج پتہ چلا ہے ورنہ میں کبھی اس سے لڑائی بھی نہیں کرتا۔ پلیز بھائی پلیز، میرے ساتھ ایسا نہیں کریں پلیز۔۔!!"

روشان چھوٹے بچوں کی طرح دلیل دینے کے ساتھ ساتھ گڑ گڑاتے ہوئے منتوں پر اترا تھا۔۔

ابراہیم چند پل تک اسے روتے ہوئے دیکھتا رہا پھر اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ ابراہیم اور زایان کا فلک شگاف قہقہہ برآمد ہوا تھا۔۔

انہیں اس طرح ہنستا دیکھ اس نے روتے روتے اپنا سر اٹھایا اور ہونقوں کی طرح ان دونوں کا چہرہ دیکھا۔ اس کی جان پر بنی تھی اور اس کے دونوں بھائی قہقہے لگا رہے تھے۔۔

اُدھر دروازے کے باہر کھڑی نبا کا بھی دل ایک الگ انداز میں دھڑکا تھا۔۔

"مجھے تو اپنا یہ چھوٹا سا بھائی اپنی چھوٹی سی بہن کے لئے بہت پسند ہے، ہم تو بس تم سے اظہارِ محبت کروانا چاہ رہے تھے۔ کیا پتا پھر تم کبھی ہاتھ لگتے یا نہیں۔۔!!" ابراہیم نے اسے تفصیل سے بتایا تھا۔ روشان کچھ پل تک ان دونوں کا چہرہ دیکھا پھر ان دونوں کے ایک ساتھ گلے لگا تھا۔۔

"آئی لو یو سو مچ۔۔!" روشان بے اختیار ہنستے ہوئے ان دونوں کے گال چومے تھے۔۔

"وی لو یو سو مچ ٹو۔۔!!" دونوں ہم آواز کہتے ہوئے ایک ساتھ اسے جھپی مار کر اس کا سر چوما تھا۔۔

نبا دروازہ سے کپڑوں کے ہینگر سمیت اپنے کمرے میں داخل ہوتے چند پل کے لئے وہ سوچتی رہی پھر دھڑام سے بیڈ پر گری۔۔

"یہ کیا ہو گیا۔۔؟ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا، خیر چلو جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے لیکن میں ایسے ہی ہاں تو نہیں بولوں گی۔۔!!" وہ زیرِ لب مسکراتے ہوئے ہاتھ جھاڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ صبح سو کر اٹھی تو اس کا سر بھاری بھاری سا محسوس ہوا۔ بالوں کو جوڑے کی شکل میں مقید کر کے اٹھ کر شیشے کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی تو پہلی نظر اپنے گالوں پر پڑی جہاں ابھی تک انگلیوں کے نشان موجود تھے۔ اسے دیکھ کر دعا کو رات کا پورا واقعہ یاد آیا تھا۔

اس کی آنکھیں آنسوؤں سے فوراً لبریز ہو گئیں تھیں لیکن یہ اس کا ہی کیا دھرا تھا تو اسے صبر تو کرنا ہی تھا۔۔

وہ واشروم سے فریش ہو کر باہر نکلتے اپنے چہرے پر پڑے تھپڑ کے نشان کو چھپانے کے لئے ہلکا سا میک اپ کیا اور سر پر دوپٹہ لے کر باہر نکل آئی۔۔

ناشتے کی ٹیبل پر سب نے اس کی سوجی آنکھیں دیکھ کر پریشان ہوئے تھے لیکن اس نے سب کو تسلی دیتے ہوئے زایان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔

زایان نے اسے دیکھ کر پہلے اس کا سر چوما تھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے اس کی طبیعت پوچھی تھی۔۔ ٹیبل کے قریب ابراہیم پہنچتے دعا کو اگنور کرکے روما کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ کسی نے محسوس کیا ہو یا نہیں لیکن ینگ پارٹی نے اسے ضرور محسوس کیا تھا۔۔

اس کے ٹیبل پر آتے ہی دعا نے اپنی پلکیں جھکا کر اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی تھی۔ اس نے شدت غم سے اپنے ہونٹوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا تھا۔۔ اسے ابراہیم کا خود کو اس طرح اگنور کرکے روما کے قریب بیٹھنا آگ پر ڈال گیا تھا۔ روما کا تو مارے خوشی سے برا حال تھا، وہ بار بار اسے کوئی نہ کوئی ڈش پیش کر رہی تھی اور ابراہیم مسکراتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔۔

دعا کو یہ سب برداشت نہیں ہوا اور کھانا اس کے گلے میں اٹکا تھا ساتھ کھانسی کا دورہ شروع ہوا تھا۔ سبھی لوگ پریشان ہوئے تھے، ابراہیم بھی اندر سے بہت پریشان ہوا تھا لیکن ظاہر نہیں کیا اور خاموش تماشائی بنا اسے اگنور کرکے پلیٹ میں چمچ گھما رہا تھا۔۔

زایان اس کی پیٹھ سہلا رہا تھا اور جیا اسے پانی پلا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد جب وہ کچھ ٹھیک ہوئی تو آنسوؤں کو صاف کرتے کھانے سے انکار کر کے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

ابراہیم نے گردن گھما کر اسے جاتے دیکھا تھا اور خود بھی کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کو اس طرح کھانے سے اٹھتے ہوئے دیکھ کر زایان بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔۔

"جگر۔۔! جب اپنی پرنسز کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تو اسے تکلیف دے کیوں رہے ہو۔۔؟" زایان نے اس کا غمزدہ چہرہ دیکھ کر سوال کیا۔۔

ابراہیم اپنے جگر سے کچھ بھی نہیں چھپاتا تھا اس لئے تھپڑ والی حرکت کو چھوڑ کر اب بھی سب کچھ بتا دیا۔

زایان ان کے درمیان کشیدگی کا سن کر پریشان ہوا تھا۔۔

"تم پریشان مت ہو، اب اسے کوئی بلیک میل نہیں کرے گا۔ میں سب دیکھ لوں گا لیکن اس کی سزا تو ضرور دوں گا کہ آگے کبھی وہ ایسا نہ کرے۔۔!!" ابراہیم اس کو تسلی دیتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔۔

زایان نے کچھ بھی کہنے سے پرہیز کیا کیونکہ یہ ان دونوں کا ذاتی معاملہ تھا۔۔

اُدھر عفراء، نبا اور جیا کو بھی برداشت نہیں ہوا تو وہ لوگ بھی دعا کو گھیر کر سب کچھ اگلوالیا۔۔

اس کی بات سن کر وہ لوگ پریشان ہوئیں تھیں۔ دعا نے بھی تھپڑ والی بات کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔

"دعا یار تم نے بہت غلط کیا، تمہیں ایک بار بھائی کو بتانا چاہیے تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی حل ہو۔ تم دونوں کے درمیان دوری کو دیکھ کر اس روما کو یہ لگنے لگے گا کہ اس کی دال گل رہی ہے۔۔!!" جیا نے اسے سمجھایا تھا۔۔

"نہیں نہیں ان لوگوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر میں ابراہیم کو بتاؤں گی تو وہ لوگ۔۔!!" وہ بات بھی مکمل نہیں کر سکی تھی اور اس نے پھر سے رونا شروع کر دیا۔۔

اسے بڑی مشکل سے انہوں نے چپ کروایا۔ اسی طرح پورے دن چلتا رہا۔ جیا نے ہمت کر کے زایان سے بات کی۔۔

"جیا تم دعا کو بتا دو کہ ابراہیم سب کچھ جان چکا ہے اور اس نے مسلہ حل بھی کر لیا ہے۔ اب اسے کوئی بلیک میل نہیں کرے گا لیکن ابراہیم اس سے بہت زیادہ والا ناراض ہے اور جب تک وہ منائے گی نہیں تب تک وہ مانے گا نہیں، اس نے صاف لفظوں میں کہا ہے اور اس میں ہم کچھ کر بھی نہیں سکتے۔۔!!"

زایان نے ابراہیم کی سوچ سے اسے آگاہ کیا تھا۔۔

جیا فوراً وہاں سے دعا کے پاس آئی اور اسے ساری بات بتا دی جسے سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔۔

"دعا گڑیا تم پریشان مت ہو، ہم کچھ سوچتے ہیں ناں۔۔!!" جیا نے اسے تسلی دی تھی۔۔

صبح سے شام ہونے کو آئی تھی لیکن ابراہیم نے اسے پلٹ کر دیکھا تک نہیں تھا۔ وہ جہاں سے گزرتی ابراہیم اسے دیکھ کر فوراً اپنا رخ موڑ لیتا تھا جیسے اسے دیکھنا پسند نہیں کر رہا ہو۔ اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے لیکن وہ ضبط کرتے ہوئے اپنے کمرے میں بند ہو جاتی تھی۔۔

ابھی بھی بالکل وہی ہوا تھا۔ وہ آفس سے لوٹا تو دعا اسے دیکھ کر پانی لینے کچن میں گئی اور گلاس میں پانی ڈال کر جیسے ہی اس کے قریب پہنچی اس سے پہلے ہی اس نے روما سے پانی مانگ کر پی لیا تھا۔ دعا کی نظر جیسے ہی ان دونوں پر پڑی تھی اس کا دل تڑپ اٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گرتے کہ اس سے پہلے ہی وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔ ابراہیم نے نظریں ترچھی کر کے اسے دیکھا تھا، اس کو اس طرح سے تڑپتے ہوئے دیکھ کر اسے برداشت نہیں ہوا پھر بھی اس نے اگنور کرنا ضروری سمجھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ پھر کبھی وہ ایسا نہ کرے۔۔

اسے اندر جاتے دیکھ جیا بھی اس کے پیچھے گئی تھی اور جا کر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھی۔ دعا تکیہ میں سر دیے بے تحاشا رو رہی تھی، جیا اسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"چپ ہو جاؤ یار، مت اس طرح روؤ۔ تم بھائی کو منا کیوں نہیں لیتی۔۔؟ کیوں اتنا دیر کر رہی ہو۔۔؟ منانے میں جتنا دیر کرو گی اتنا ہی رشتے خراب ہوتے ہیں۔۔!!" جیا نے اسے سمجھایا تھا۔۔

"جیا آپی آپ مجھے ڈرائے تو مت۔۔!" ابراہیم سے دور جانے کے خیال سے ہی اس نے جھر جھری لی تھی۔ پہلے اس کے بھلے کے لئے اس سے دور جا رہی تھی لیکن اب جب سب کچھ ٹھیک تھا تو وہ یہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

"دعا تم بھائی کو منا کیوں نہیں لیتی، وہ صرف تم سے ناراض ہیں لیکن منانے پر مان جائیں گے۔ تم ایک بار انہیں منا کر تو دیکھو۔۔!!" جیا نے اس کے آنسوں صاف کیے تھے۔۔

"اچھا کب مناؤں میں انہیں۔۔؟ جب وہ روما کی بچی انہیں چائے یا کافی پوچھ رہی ہوتی ہے یا پھر جب انہیں پانی پلا رہی ہوتی ہے یا پھر ان کی شرٹ جب پریس کر کے وہ دے رہی ہوتی ہے۔ کب مناؤں میں۔۔؟ تب جب وہ ان سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی ہوتی ہے یا پھر تب

مناؤں جب وہ کھانے کی ٹیبل پر انہیں ڈش پیش کر رہی ہوتی ہے۔۔!!" دعا نے رونے کے ساتھ ہی دانت کچکچا کر کہہ رہی تھی جیسے ابھی روما ملے تو اسے دانتوں سے چبا جائے گی۔۔

اس کی باتوں میں جلن محسوس کرتے ہوئے جیا کو اتنی زور کی ہنسی آئی تھی لیکن وہ برداشت کر گئی کیونکہ ابھی معاملہ بگڑ جانا تھا۔ دعا اور بھی ناراض ہو جانی تھی۔۔

اس نے کسی طرح اپنی ہنسی کو کنٹرول کر کے اسے ٹپس دیا جس کو سنتے ہی دعا کے چہرہ شرم سے بلکل لال ہو گیا تھا۔۔

"کیا جیا آپی میں یہ کروں گی۔۔؟" اس نے منہ بگاڑا تھا۔۔

"اگر تم اپنے شوہر کو منانا چاہتی ہو تو تمہیں یہ کرنا ہی ہو گا ورنہ وہ روما تمہارے اسٹون چودھری کو ہڑپنے کے لئے بالکل تیار ہے۔۔!!" جیا نے اسے ڈرانا چاہا۔۔

"میں اس روما کا ہاتھ توڑ دوں گی اگر اس نے میرے اسٹون چودھری کی طرف ہاتھ بھی بڑھایا تو۔ وہ صرف میرے ہیں اور میرے ہی رہیں گے۔۔!!" دعا نے ایک عظم سے کہا اور تیار ہونے چل دی کیونکہ اسے کسی بھی حال میں اپنے اسٹون چودھری کو منانا ہی تھا اور اپنی غلطی کی معافی بھی مانگنی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

افغان چودھری گھر میں سب سے بات کر چکے تھے۔ نبا اور روشان کے رشتے کہ کسی کو بھی اعتراض نہیں تھا بلکہ سبھی لوگ بہت خوش تھے۔۔

گھر کے ہر افراد اس وقت لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نبا بھی سب کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی جب روشان، زایان اور ابراہیم کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ اس کی سب سے پہلی نظر نبا پر پڑتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی تھی، جسے دیکھ کر نبا نے حیا سے سرخ ہوتے ہوئے اپنی نظریں پھیری تھیں۔۔

"نبا کیا تمہیں روشان پسند ہے۔۔؟" سب کے درمیان ہی افغان چودھری نے نبا سے پوچھا تھا۔۔

"جی نہیں داداجان۔۔! مجھے یہ ایفل ٹاور جیسی ناک والا انسان بالکل بھی پسند نہیں ہے لیکن اگر یہ بہت سارے وعدے کرے تو ہو سکتا ہے کہ میں مان بھی جاؤں۔۔!!" نبا نے منہ بگاڑ کر روشان کی طرف دیکھا تھا اور روشان اتنا سنتے ہی بھاگ کر کچن کی طرف گیا تھا، سبھی لوگ حیران تھے کہ یہ کچن میں کیا کرنے گیا ہے۔۔؟ جب وہ کچن سے اپنے پیچھے کچھ چھپا کر لایا تھا اور سب کے سامنے ہی نبا کے آگے گھٹنے کے بل بیٹھ گیا۔۔

اسے اپنے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھتا دیکھ نبا پریشان ہوئی تھی۔سب حیرت انگیز نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

"نبا میں تمہیں روز چاکلیٹ کا ایک ڈبہ پورا لا کر دوں گا، کبھی تم سے اپنی شرٹ پریس نہیں کرواؤں گا۔میں کبھی تم سے الگ سے کافی بھی نہیں بنواؤں گا۔تمہارا ہر کام کروں گا، تمہیں بالکل بھی پریشان نہیں کروں گا اور تنگ تو بالکل بھی نہیں کروں گا۔پلیز نبا تم مان جاؤ نا پلیز۔۔!!"روشان پرپوز کرنے کے انداز میں اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اسے چاکلیٹ کا پورا ڈبہ دیتے ہوئے آنکھوں میں نمی لیے اس سے منت کر رہا تھا اور سبھی لوگ لائیو شو دیکھ رہے تھے۔ان کے چہرے پر اس وقت دبی دبی سی مسکراہٹ تھی،سب لوگ یہ لائیو شو بڑے آرام سے دیکھ رہے تھے۔۔

نبا کے چہرے پر روشان کی وجہ سے پہلی بار آج کھل کے مسکراہٹ آئی تھی،اس نے مسکراتے ہوئے پورا چاکلیٹ پیک لے لیا تھا اور حیا سے سرخ ہوتے ہوئے اثبات میں سر ہلا یا دیا۔۔

سبھی لوگ خوش ہو کر دونوں کا سر چوم رہے تھے اور ساتھ دعائیں بھی دے رہے تھے،جیا نے کچن سے مٹھائی لا کر سب کا منہ میٹھا کروایا تھا۔۔

نبا چاکلیٹ کا ڈبہ اٹھا کر اپنے روم کی طرف جا رہی تھی جب روشان نے بیچ میں سے اٹھ کر معصوم سی شکل بنا کر ایک چاکلیٹ اٹھائی تھی۔ نبا نے اس کی حرکت پر اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔

"دیکھو اس طرح سے تم مجھے گھورو مت، تم میری ہو اور میں تمہارا ہوں تو یہ چاکلیٹ تو ہم دونوں کی ہوئی ناں، اسی لئے میں نے اس میں سے لے لی۔۔!!"

روشان نے بیچارا سا منہ بناتے ہوئے ساتھ ہی صفائی بھی دی۔۔

"ایفل ٹاور جیسی ناک والے، تم اپنی بندر جیسی حرکتیں کرنا بند کر دو ورنہ میں نے ابھی کے ابھی نا کر دینا ہے پھر کھاتے رہنا تنہا چاکلیٹ۔۔!!" نبا اسے گھور کر دیکھتی ہوئی اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔

سبھی لوگ خوش تھے صرف ایک دعا ہی تھی جو پریشان تھی۔ وہ بار بار ابراہیم کا چہرہ دیکھ رہی تھی لیکن ابراہیم ایک بار بھی اس کی طرف مڑ کر نہیں دیکھ رہا تھا۔۔

وہ بہت شدید قسم کا ناراض ہوا تھا اور اپنی ناراضگی باقاعدہ طور پر ظاہر بھی کر رہا تھا۔۔

رشتے بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں بالکل موتیوں کے مانند، جب تک انہیں دھاگے میں پرو کر رکھو تبھی تک ایک ساتھ رہتے ہیں لیکن جیسے ہی دھاگا ٹوٹتا ہے۔ایسے موتیوں کی طرح رشتے بکھر جاتے ہیں کہ انہیں اگر سمیٹنا چاہو بھی تو سمیٹ نہیں سکتے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس نے آدھی سیڑھیاں اترنے کے بعد دلاور کا ہاتھ چھوڑنا چاہا جب وہ اس کے ارادے بھانپتے ہوئے اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے ہوئے اسے ہلکا سا جھٹکا دیا جس سے وہ توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے اس کے سینے سے لگی تھی۔۔

"کیا کر رہے ہیں چھوڑیں مجھے، نیچے سب لوگ ہیں۔۔!!"اس نے مزاحمت کرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہا۔۔

"چھوڑنے کے لئے تھوڑی آپ کا ہاتھ تھاما ہوا ہے۔۔!!"اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے اس کے حیا سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔۔

"میں ٹیچر ہوں اور آپ اسٹوڈینٹ ہیں اس لئے آپ میرے حکم کی تعمیل کریں۔۔!!"وہ دور کی کوڑی لائی تھی۔۔دلاور بختیار اس کے بچکانہ حرکت پر بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے اس کی ناک کو انگلیوں سے دبایا تھا۔۔

"میں شوہر ہوں اور آپ بیوی ہیں اس لئے آپ مجھے حکم نہیں دے سکتیں اور نافرمانی بھی نہیں کر سکتیں ورنہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہ دیں گے۔۔!!" اس نے اپنے لبوں کو دانتوں کے نچلے کونے میں دباتے ہوئے اپنے امڑتے قہقہے کا گلا گھونٹ کر اس کے چہرے کو دیکھا جہاں بے یقینی تھی۔۔

"آپ کو معلوم ہے میں آپ سے بڑی ہوں اس لئے آپ کو میری بات ماننی ہو گی۔۔!!" وہ اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہتی تھی۔۔

اس کے بڑی کہنے پر وہ بے اختیار ایک شوخ سی گستاخی کر گیا تھا جس سے وہ حواس باختہ ہو گئی تھی۔۔

"بڑے ہی کوئی چیٹر انسان ہے آپ توبہ توبہ، اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ میری ایک بھی بات نہیں مانیں گے۔۔!!" وہ معصومیت سے کہتے ہوئے سیدھا اس کے دل میں اتری تھی۔۔ اس کی ادا پر زیرِ لب مسکراتے ہوئے دو تین سیڑھیاں اترنے کے بعد اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں سے جدا کیا تھا۔۔

اس کی اس قدر دلفریب اظہار پر وہ بے ساختہ مسکراتے ہوئے اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

بھلا عفراء بختیار اپنے بختیار صاحب کو کچھ کہیں اور وہ نہ مانے ایسا تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

لاؤنج میں اندھیرے نے ان کا استقبال کیا تھا۔ دلاور حیران ہوا تھا کیونکہ ابھی اتنی رات بھی نہیں تھی۔ بارہ بجنے میں ایک دو منٹ باقی تھے اور روز آنہ سبھی اتنی وقت تک لاؤنج میں ہی بیٹھے ہوتے تھے۔۔

عفراء نے اپنی چوٹکی بجائی تھی جب لاؤنج میں رکھے ٹیبل کے بیچوں بیچ لائیٹس آن ہوئی تھی۔۔

وہ حیرت سے دیکھ رہا تھا جہاں پورا ٹیبل سجا ہوا تھا۔۔ اب کی بار عفراء نے دوبارہ انگلیوں کو حرکت دی جب "ہیپی برتھ ڈے" کے شور کے ساتھ ہی گھر روشنیوں سے جگمگا اٹھا تھا۔۔

اس نے اطراف میں نظر ڈالتے ہوئے زور سے ہنسا تھا کیونکہ گھر کسی چھوٹے بچے کی برتھ ڈے کی طرح سجا ہوا تھا۔۔

وہ سب اس کے قریب آتے اس کے گلے ملتے ہوئے مبارک باد پیش کر رہے تھے۔ اس کے والدین بھی وہیں موجود تھے اور انہوں نے بھی اس کی پیشانی چومتے ہوئے دعاؤں سے نوازا تھا۔۔

"ہیپی برتھ ڈے بھائی اینڈ آئی ریئلی لو یو۔۔!!"اس کی بہن اس کے گالوں پر بوسہ دیتے ہوئے زور سے چمٹی تھی۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی چوم کر اس کے سر سہلایا تھا۔۔

"کیسا لگا تحفہ۔۔!!"اس نے اپنی بھابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خوشی سے سرشار بھائی کا چہرہ دیکھا۔۔

"ہاہاہاہاہا۔۔! بہت خوبصورت۔۔!!"وہ بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے اس کے گالوں پر چٹکی بھری تھی۔۔

ان بھائی بہن کے راز و نیاز پر سبھی مسکراتے ہوئے قریب ہی کھڑے ہوئے تھے۔۔

اس نے سب کے بیچ کیک کٹ کرتے ہوئے زیر لب مسکرایا تھا۔کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد فوراً کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ گھر کے لئے نکلنے لگے تھے۔۔

وہ اپنی ساس اور نند سے ملتی ہوئی سب سے پیچھے رہ گئی تھی۔داخلی دروازہ عبور کرنے کے بعد بہت بڑا لان تھا اس کے پہلے سرے پر گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔۔

وہ ابھی لان میں ہی تھی جب کسی نے جھٹکے سے اس کے ہاتھوں کو کھینچ کر گلابوں کے بیچ میں کھڑا کیا تھا۔وہ حواس باختہ سی سامنے دیکھتے ہوئے ایک لمبی سانس لی تھی۔۔

"ڈر گئی تھیں۔۔؟"اس نے نرمی سے اس کے ریشمی بالوں کو چہرے سے پرے کرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں پوچھا۔۔

"ہاں۔۔!!"اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک نظر اسے دیکھ کر نظریں جھکا لیا تھا۔۔

"اب کب آئیں گی۔۔؟"اس نے اس کے چہرے پر نظر مرکوز کیے ہوئے پوچھا۔۔

"اب آپ مجھے لینے آئیں گے تبھی آؤں گی۔۔!!"اس نے کہنے کے ساتھ ہی سر کو کچھ اور جھکا گئی تھی۔اس کی ادا پر وہ دل و جان سے فدا ہوتا اسے کھینچ کر خود میں سمویا تھا۔۔

وہ بھی آنکھیں موندے اس کے گرد نرمی سے حصار کر گئی تھی۔۔وہ خوشیوں سے رخ نہیں موڑنا چاہتی تھی کیونکہ یہ ساری نعمتیں اللہ کی طرف سے دیا ہوا تحفہ تھی۔۔

"میرا انتظار کریں گی ناں۔۔؟میں جلد آپ کو لینے آؤں گا کیونکہ آپ دلاور بختیار کا سکون ہیں۔۔!!"وہ اس کے بالوں پر بوسہ دیتے ہوئے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرے اس سے یقین دہانی چاہی تھی۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دلکشی سے مسکراہٹ لئے اسے دیکھ رہی تھی جب اس کی نظروں کے سامنے کوئی منظر گھوما تھا۔اس نے فوراً اس کے بازوؤں پر چٹکی بھری تھی۔وہ اس کی حرکت پر ششدر رہ گیا تھا۔۔

"آپ نے مجھے اس دن دیکھا بھی نہیں تھا صرف اس سفید چھپکلی سے باتیں کرتے رہے تھے۔۔!!"اس کے شکوہ پر وہ بے آواز ہنس دیا تھا۔۔وہ آفس والی بات کر رہی تھی جب وہ اس کے آفس میں تھی اور اس نے بڑی بے دردی سے اسے نظر انداز کیا تھا۔۔

"کس نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا۔۔؟آپ کو معلوم ہے وہاں آپ کو دیکھ کر میرا دل کس شدت سے دھڑکا تھا۔بس آپ سے کیے گئے وعدے کا پاس رکھ رہا تھا۔۔!!"اس کے خفا خفا چہرے کو دیکھ کر وہ بے اختیار اس کی پلکوں پر جھکا تھا اور اپنا لمس چھوڑا۔۔

"آگے سے کبھی ایسا نہیں ہو گا جان جاناں۔۔!!"اس نے اپنی نظروں سے ہی اس کی نظر اتارنے کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھامے ہوئے گاڑی کے قریب پہنچا جہاں وہ سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔

سب سے ملنے کے بعد وہ انہیں رخصت کرتے ہوئے اندر بڑھا تھا۔۔

ان نعمتوں پر رب کا شکر تو بنتا ہی تھا۔اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی فوراً وضو کرتے ہوئے پہلے تہجد پڑھنے کے بعد شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگا۔۔

ہم جتنا رب کا شکر ادا کریں گے وہ اتنا ہی ہمیں نوازے گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

رات میں جیا کے کہنے پر وہ تیار ہوئی تھی۔میرون رنگ کا لانگ گاؤن پہنے، جس کا گول گلا تھا اور اس پر سنہرے دھاگوں سے بہت خوبصورت کام بنا تھا۔فل بازو تھی اور ہاتھوں میں میرون رنگ کی کانچ کی چوڑیاں پہنی ہوئی تھی۔اونچی ہیل کی سینڈل میں وہ بہت حسین نظر آرہی تھی۔شیفون کا دوپٹہ اس نے کندھے پر لیا ہوا تھا، بالوں کا بہت ہی خوبصورت میسی جوڑا بنا ہوا تھا جس سے گالوں کے دونوں اطراف لٹیں باہر نکل کر اس چاند سے چہرے کا ہالہ کیے ہوئے تھیں۔۔

وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اس پر نظر ٹک ہی نہیں رہی تھی۔جیا نے اس کی نظر اتاری اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے کر آئی۔اس وقت سبھی لوگ سو رہے تھے۔۔

"ابراہیم کمرے میں نہیں ہے۔۔!!"عفراء ان کے قریب پہنچ کر سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب اشارہ دیا تھا۔۔

"پارٹنر مجھے ان سے بہت ڈر لگ رہا ہے۔مجھے نہیں جانا یار۔۔!!"اس نے ڈرتے ہوئے آنکھیں پٹپٹا کر اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔۔

اس کی بچکانہ حرکت پر جیا نے اسے زور سے جھڑکا تھا اور اسے سیڑھیوں کی طرف دھکیلا تھا کیونکہ وہ ابراہیم کو چیک کر چکی تھی وہ کمرے میں نہیں بلکہ وہ ٹیرس پر تھا، اسی لئے اس نے اسے ٹیرس پر ہی بھیجا تھا۔۔

دعا جیسے ہی ٹیرس کا دروازہ کھول کر اوپر گئی تو ٹھنڈی ٹھار ہواؤں نے اس کا استقبال کیا تھا۔

ٹیرس پر ملگجا سی روشنی پھیلی ہوئی تھی کیونکہ ان کے گھر ٹیرس پر لگے گملوں کو لائٹوں سے ہمیشہ سجایا جاتا تھا اسی لئے اس سے روشنی نکلتی تھی پوری چھت کو اپنے ملگجے سے اجالے کی لپیٹ میں لے لیا کرتی تھی۔۔

اس نے دشمن جاں کے لئے بے قراری سے نظر دوڑائی تو وہ اسے ریلنگ کے پاس کھڑا دکھائی دیا، اس کے چہرے کا رخ دوسری طرف تھا۔۔

کھٹکے کی آواز پر ابراہیم نے مڑ کر دیکھا تھا اور چند لمحے تک آنکھوں میں چمک لئے بس دیکھتا رہ گیا تھا لیکن پھر اس نے خود کو سرزنش کرتے ہوئے اپنی نظریں دوسری طرف پھیری تھیں۔۔

اس کو اس طرح خود سے نظریں پھیرتے دیکھ دعا کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئی تھیں۔۔

چند لمحے تک وہ اسی طرح ساکت کھڑی رہی تھی پھر ہمت کر کے آگے بڑھی اور ابراہیم کے قریب ترین پہنچ گئی۔۔

ابراہیم محسوس کر رہا تھا کہ وہ پیچھے ہی کھڑی ہے پھر بھی وہ بے حس بنا دوسرے طرف چہرہ کئے کھڑا تھا۔

دعا نے اپنے دل کو مضبوط بناتے ہوئے اس کے کندھے پر اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھا تھا۔۔

"ابراہیم۔۔!" اس کے کندھے پر اپنی ہتھیلیوں کا دباؤ ڈال کر اس نے اسے بے قراری سے پکارا تھا لیکن وہ دشمن جاں پھر بھی نہیں مڑا بلکہ اس کے ہاتھوں کو اپنے کندھوں پر سے بڑی بے دردی سے جھٹک دیا تھا۔۔

دعا اس کا بے حس رویہ دیکھ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔ اس نے کب دیکھی تھی ایسی شدید بے رخی۔۔

اسے روتا دیکھ ابراہیم کا دل بے اختیار شدت سے تڑپا تھا۔ وہ خود پر ضبط کرتے ہوئے پھر بھی پیچھے نہیں مڑا کیونکہ اسے سبق سکھانا بھی ضروری تھا۔۔

"ابراہیم اس نے مجھے آپ کی دھمکی دی تھی کہ اگر میں آپ سے الگ نہیں ہوئی تو وہ آپ کو نقصان پہنچادے گا۔ میں آپ کو تکلیف میں بالکل نہیں دیکھ سکتی، اس لئے میں نے وہ سب کہا تھا۔ ابراہیم معاف کردیں مجھے اب آگے سے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔!!"

دعا نے سسکیوں سے روتی ہوئی اس سے ساری بات بتا کر معافی مانگنی چاہی تھی لیکن وہ پھر بھی پتھر بنا کھڑا تھا، اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنا تو دور ایک لفظ بولا تک نہیں۔۔

اس کی بے رخی دیکھ کر وہ روتے ہوئے وہاں سے جانے کے لئے مڑی تھی جب مقابل شخص کی سحر میں جکڑتی ہوئی آواز سن کر لبوں پر ہاتھ جماتے ہوئے مڑ کر اسے ایک نظر دیکھا جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"مجھے منانے کی تمہارے اندر بس اتنی ہی ہمت تھی۔۔؟ مجھے تکلیف اور اذیت پہنچاتے وقت تو بالکل بھی نہیں سوچا تھا تم نے اور اب مناتے وقت اپنے اسٹون چودھری کو چھوڑ کر بھاگ رہی ہو۔۔!!" وہ روتے ہوئے ابھی چند قدم ہی دور گئی تھی جب ابراہیم کی گمبھیر آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔ اس کی آواز سن کر اس کے پیر وہیں تھمے تھے۔ وہ فوراً اس کو مڑ کر بہتے اشکوں سمیت دیکھتی ہوئی مسکرا اٹھی تھی۔۔

وہ کیسے اپنی بیوی، اپنی محبت کو کھالی ہاتھ لوٹا دیتا۔۔؟ وہ اس تک چل کر آئی تھی، ابراہیم اسے تھامنا اپنا اولین فرض سمجھتا تھا۔۔

ابراہیم اس کی طرف محبت پاش نگاہوں سے دیکھتا ہوا اپنی باہوں کو وا کر گیا تھا۔ وہ بنا سوچے سمجھے بھاگ کر اس کی باہوں میں سمائی تھی اور اس نے بھی فوراً اسے اپنے سینے سے لگا کر خود میں بے قراری سے بھینچا تھا۔۔

دعا اس کے سینے سے لگی زارو قطار رو رہی تھی اور ابراہیم اسے خود میں بھینچے اس کا سر سہلا رہا تھا۔۔

"وائفی اگر اب مجھ سے کبھی دور جانے کی بات کی ناں تو بہت برا پیش آؤں گا۔۔!!" ابراہیم نے اپنے سینے سے اس کا چہرہ اٹھا کر اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے ہوئے اس کے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کرتے اس کی نم پلکوں پر اپنا لمس بخشا تھا۔۔

"آ۔۔آپ نے مجھے بہت زور سے تھپڑ مارا تھا۔۔!!" وہ سسکیاں لیتی ہوئی اس سے اسی کی شکایت کرتی اس کے کالر کو اپنے ہاتھوں میں دبوچ کر جھٹکا دیا تھا۔۔

ابراہیم اس کی اس ادا کی تاب نہ لاتے ہوئے اس پر فدا ہوا تھا۔ اس کی ادا بڑی جان لیوا تھی۔۔

وہ اس کی شکایتوں پر مسکرایا تھا اور اس کے اسی گال پر بے اختیار جھکا تھا جس پر اس نے بڑی بے دردی سے تھپڑ مارا تھا۔۔

ابراہیم نے ایک ہاتھ سے اسے تھام کر اس پر جھکتے ہوئے اس کے نرم پھولے بچوں جیسے گال پر اپنے ہونٹوں کا دہکتا ہوا لمس بخشا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے اس کے لمس اور اس کی خوشبو کو محسوس کر رہی تھی۔۔ یہ لمس اور حصار اس کے لئے کسی سکون سے کم نہیں تھا۔۔

"آئی ایم سوری میری جان، لیکن میں اس تھپڑ کے لئے معافی نہیں مانگ سکتا کیونکہ بہت غلط حرکت تم نے کی تھی۔ مجھ سے دور جانے کا کہہ کر تم نے دل توڑ دیا تھا پرنسز، مجھے بہت ہرٹ کیا تھا تم نے۔۔!!"

ابراہیم نے بھی اس کی بات اسے یاد دلاتے ہوئے اسے خود سے دور کیا تھا۔ اس کے دور کرنے پر وہ تڑپ کر بے اختیار اس کے قریب گئی تھی۔۔

"سب جھوٹ کہا تھا ابراہیم، سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے آپ کی بے رخی دیکھی نہیں جاتی، مجھ سے آپ کا درد آپ کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں، بہت زیادہ اور کبھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔!!" وہ بے قراری سے کہتی ہوئی پنجوں کے

بل اونچی ہوتی ابراہیم کے ڈمپل والے گالوں پر بہت شدت سے اپنا لمس چھوڑا تھا۔اس کی حرکت پر وہ بے اختیار مسکرایا۔۔

دعا نے اپنا سر اس کے سینے پر رکھتے ہوئے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔دونوں ہی اس وقت پر سکون تھے۔۔

"ایک وعدہ اور کرو پرنسز۔۔!!"ابراہیم نے اس کا سر سہلاتے ہوئے اس سے ایک اور وعدہ لینا چاہا تھا۔۔

"کیسا وعدہ۔۔؟"اس نے فوراً پوچھنا ضروری سمجھا۔۔

"اب آگے کبھی بھی مجھ سے تم کچھ نہیں چھپاؤ گی، تمہارا اسٹون چودھری صرف دوسروں کے لئے اسٹون ہے، تمہارے لئے تو موم چودھری ہے۔۔!!"وہ اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنسی تھی پھر فوراً اس نے وعدہ بھی کیا تھا۔۔

اب دونوں پر سکون سے ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے۔محبت میں ناراضگی بڑی عام سی چیز ہے لیکن اس ناراضگی کو انا کا مسلہ نہیں بنانا چاہیے کیونکہ محبت اور انا ایک دوسرے کے دشمن ہیں جو کبھی ساتھ نہیں رہ سکتے ہیں۔۔

وہ آنکھیں مینچے لمبی لمبی سانسیں لیتی اس کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے بے اختیار مسکرا پڑی جب اچانک اسے کچھ یاد آیا تھا اور اس نے ابراہیم کے سینے پر ایک ذوردار مکا مارا تھا۔۔

"آہ۔۔! کیا ہے ظالم وائفی، اب کیا ہو گیا مجھ معصوم سے جو یوں تم تشدد پر اتر آئی ہو۔۔؟" ابراہیم نے اپنا سینا سہلاتے ہوئے مصنوعی آہ بھری تھی۔۔

"آپ اگر اُس روما کی بچی کے آس پاس نظر بھی آئے ناں تو میں نے پہلے آپ کے پیروں کو توڑنا ہے پھر اس کے پیروں کی تو چٹنی بنا دینا ہے۔۔!!" دعا نے غصہ سے ناک سکوڑ کر کہتے ہوئے اسے قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔

"بڑی ہی خطرناک قسم کی بیوی ہو۔ ویسے میں صرف تمہیں چڑھانے کے لئے ایسا کرتا تھا لیکن میری پرنسز نے منع کیا ہے تو میں اس کا بھی انتظام کل کر دونگا۔ فلحال رات بہت زیادہ ہو گئی ہے تو ہمیں نیچے چلنا چاہیے۔۔!!" اس نے نرمی سے ہاتھ بڑھا کر قریب ترین کرتے ہوئے اس کی ناک دبایا۔۔

"کیا مطلب ابراہیم آپ کیسا انتظام کرنے والے ہیں۔۔؟ مجھے کچھ خاص سمجھ نہیں آیا ہے۔۔؟" وہ پریشان ہوئی تھی۔۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ اپنے میکے چلو گی یا پھر اپنی سسرال چلو گی۔۔؟" ابراہیم اس کی کمر کے گرد حصار کیے ہی پوچھا۔۔

"جہاں میرے شوہر چلیں گے میں بھی وہی چلوں گی کیونکہ امی کہتی ہیں کہ شوہر کا گھر ہی لڑکی کا اصل گھر ہوتا ہے، ویسے وہ سچ کہتی تھیں لیکن تب مجھے سمجھ نہیں آتا تھا، اب سمجھ آ گیا ہے۔۔!!" وہ کھلکھلا اٹھی تھی۔اس کی بات پر ابراہیم بے اختیار مسکرایا تھا اور اسے اٹھائے اپنے کمرے میں لا کر بیڈ پر بٹھایا۔۔ کمرے میں آتے ہی وہ سب سوچ کر اس کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگی تھیں۔۔

"خبردار پرنسز اگر رونے کی کوشش بھی کی تو میں بہت برا پیش آؤں گا اور اس طرح ہتھیاروں سے لیس ہو کر میرے سامنے آنے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔ تم تو ایسے ہی میرا دل گھائل کر دیتی ہو۔۔!!" ابراہیم نے اس کا ذہن بھٹکانے کے لئے اپنی ایک آنکھ میچ کر اس سے کہا تھا۔وہ اس کی حرکت پر شرماتی ہوئی اسی کے سینے میں منہ چھپانے لگی تھی۔۔

ابراہیم نے فلک شگاف قہقہہ لگاتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا اور سونے کے لئے لیٹ گیا تھا۔دونوں ایک دوسرے کے بغیر بہت بے سکون تھے لیکن اب ایک ساتھ بہت ہی پر سکون سو رہے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن ریبل کی ساری ٹیم ہی میٹنگ روم میں اکٹھا تھیں۔ہر کوئی پاشا کے کیس پر لگا ہوا تھا۔۔

"سر اس دن ہوٹل میں آگ لگی تھی وہ لگی نہیں تھی بلکہ لگوائی گئی تھی۔ سر وہ بچوں کے لیے نہیں لگی تھی۔ یہ رہے کچھ اہم ثبوت آپ خود دیکھ لیں۔۔!!"

اریبہ نے اسے کچھ چیزیں دی تھی۔۔

"سر فون کال کی ریکارڈنگ کی انفارمیشن نکل چکی ہے جنہوں نے یہ فون کروایا تھا وہ آپ کے گھر کا ہی کوئی فرد ہے۔ کیونکہ لوکیشن وہیں کی دے رہا ہے۔ہم نے نمبر بھی نکال لیا ہے، سر یہ ہے اس کی انفارمیشن اور ان دونوں کا مطلب ہوٹل اور آپ کے گھر کا کنکشن اس کیس میں ایک ہی ہے۔ سر دیکھ لیجئے ویسے ہی یہ زیادہ بڑا کیس نہیں تھا بلکہ بہت سیمپل تھا کیونکہ یہ ایک گھریلو اٹیک تھا آپ خود دیکھ لیں۔۔!!"

اس نے جب سارا کچھ دیکھ کر ایک ساتھ اٹیچ کیا تو اسے ساری بات فوراً سمجھ میں آگئی تھی اور وہ بنا وقت ضائع کیے گھر کے لئے سب کچھ لے کر نکل چکا تھا۔ اگر وہ اب دیر کر دیتا تو شاید خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

رات کا خوفناک اندھیرا اور تاریکی میں ڈوبی ہوئی وہ بلڈنگ جس کے پچھلے حصے سے داخل ہوتے وہ منہ ڈھکے ہوئے پانچ لوگ جو بنا ڈر و خوف کے اپنا کام سرانجام دینے کے لئے تیار تھے۔۔

سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے بنا کوئی بھی آواز پیدا کیے وہ اپنی منزل کے قریب پہنچ چکے تھے۔

ان میں سے دو باہر کھڑے ہوئے تھے اور دو دوسری طرف جبکہ ان میں سے ایک بڑے سکون سے دوسرے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس کی بالکونی سے کود کر دوسری بالکونی میں کھڑا تھا۔۔

اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے اپنے ہاتھوں میں پہنی گھڑی کی اسکرین پر ٹچ کیا اور فوراً اندر داخل ہوا تھا۔۔

ایک کمرے میں جھانکنے پر اسے کوئی نہیں ملا، اس نے فوراً دوسرے کمرے کا دروازہ واں کیے اندر پہنچا۔ مدھم روشنی میں اس سوئے ہوئے شخص پر ایک نظر ڈال کر بڑے ہی شاطرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے اپنی جیب سے انجیکشن نکال کر بڑی ہی صفائی سے اس کی گردن میں پیوست کیا تھا۔۔

وہ شخص چیختا یا اپنا بچاؤ کرتا اس سے پہلے ہی اس نے ایک سے اسے قابو کیے دوسرے سے اپنے چہرے پر سے لگا ماسک ہٹایا تھا۔۔

"تمہیں کیا لگا تھا پاشا کہ تم اس طرح ایک عام انسان کی طرح عام سی بلڈنگ میں رہ کر ایک عام سی زندگی جی کر سب سے چھپ جاؤ گے۔۔؟ اتنے گھناؤنے فعل کے بعد اب اپنا انجام تو بھگت لو۔۔!!" وہ بڑے سکون سے کہتا ہوا اس کے چہرے پر خوف دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔

برے لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچانا ہی اس کی اصل پہچان تھی۔۔وہ جس خاموشی سے داخل ہوئے تھے اسی خاموشی سے ایک وجود کے اضافے کے ساتھ ہی ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔۔

یہ تھی ریبل کی ٹیم، انہوں نے اب تک پاشا کی کمر توڑنے کے بعد اسی کی کھوج میں لگے ہوئے تھے۔ جب ایک چھوٹے سے کلو ملنے پر باآسانی اس تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے دبوچ کر اپنے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں پہنچا کر ہی دم لیا۔۔

یونہی ریبل کی ٹیم ریبل کی ٹیم تھوڑی تھی۔ ان کی یونیٹی ہی ان کا اصل طاقت تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم جیسے ہی گھر پہنچا اس وقت گھر کی خواتین دوپہر میں کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں۔ اسے اس وقت گھر میں دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔۔

اس نے سب کو لاؤنج میں اکٹھا بلایا تھا، زایان کو بھی اس نے فون کر کے بلا لیا تھا، سبھی لوگ پریشان تھے کہ آخر ہوا کیا ہے۔۔؟

"بیٹا کیا ہوا ہے کچھ بتاؤ گے۔۔؟" افغان چودھری نے پریشانی سے پوچھا تھا۔ ابراہیم خاموشی سے آگے بڑھ کر روما کے سامنے کھڑا ہوا۔۔

"تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے روما پاشا، کیا تم سمجھ رہی تھی کہ ہم فورسز والے پاگل ہوتے ہیں۔۔؟ اگر ہم نے تھوڑی سی اس میں کوتاہی برتی تھی ناں تو تم نے اس کا غلط اور ناجائز فائدہ اٹھایا تھا۔ تم نے میری بیوی پر اٹیک کروایا تھا، اگر تمہیں بدلہ ہی لینا تھا تو ہم سے لیتی، اس سے لینے کی کیا ضرورت تھی اور یہاں تم نے گھر میں بھی گیم کھیلا، اسے فون کروا کر بلیک میل کروایا، ویسے میں تم سے کبھی اس طرح عزت سے بات نہیں کرتا لیکن زیادہ تم اس کیس میں ملوث نہیں ہو۔ یہ سب تم کسی پرسنل ریزن کی وجہ سے کر رہی تھی اس لیے موقع دیتا ہوں کہ ابھی کے ابھی تم یہاں سے چلی جاؤ۔۔!!" ابراہیم کی بات سن کر سب لوگ دنگ رہ گئے تھے۔ اسی وقت دادی آگے بڑھی تھیں اور کھینچ کر اسے ایک تھپڑ مارا تھا۔۔

"تمھیں شرم نہیں آئی انہیں لوگوں کے گھر میں تم نے پناہ لی اور ان لوگوں کے ساتھ یہ سب کرنے لگی، کیوں کیا تم نے ایسا۔۔؟ جانے سے پہلے بتا کر جاؤ۔۔!!" انہوں نے اسے جھنجھوڑ دیا تھا۔۔

"میرا اپنے باپ سے کوئی تعلق نہیں ہے انہوں نے مجھے کبھی پوچھا ہی نہیں کہ میں کیسی ہوں لیکن انہی کا آدمی میرے یہاں ایک انولپ لے کر آیا تھا اور اس میں دعا اور ابراہیم کے بارے میں ساری انفارمیشن تھی، مجھے ابراہیم پسند آگیا تھا اسی لیے میں آپ کے ساتھ یہاں پر آگئی کہ میں سارا کام آسانی سے کر لوں گی، ہاں میں نے ہی اس آدمی سے ہوٹل میں آگ لگوائی تھی جہاں دعا تھی وہیں لیکن معلوم نہیں کیسے یہ بچ گئی اور ان دونوں کے درمیان لڑائی بھی کرائی لیکن پھر بھی یہ ایک ہو گئے۔۔!!" اس کی بات سن کر دعا نے اسے کھینچ کے تھپڑ مارا تھا۔۔

چند پل بعد پولیس آگئی تھی وہاں اور اسے لے کر چلی گئی تھی۔ افغان چودھری نے اتنی بڑی بلا ٹل جانے پر فوراً صدقہ دیا تھا۔۔

پھر اسی وقت انہوں نے تینوں شادیوں کا اور ساتھ ہی عفراء کی رخصتی کا اعلان کیا تھا۔۔

"پرسوں زایان اور ابراہیم دونوں جوڑوں کی ہلدی رہے گی اور اسی دن نبا اور روشان کا نکاح اور عفراء کی رخصتی ہو گی۔ کیونکہ نبا کی رخصتی بعد میں ہو گی تو نکاح ابھی کر دیتے ہیں۔اس کے اگلے دن دونوں بچوں کا ولیمہ رکھ لیں گے۔ٹھیک ہے ناں بچوں۔۔!!" انہوں نے پھر سب سے پوچھا تھا جس پر سب نے اثبات میں سر ہلایا اور خوشی خوشی شادی کی تیاریوں میں لگ گئے۔۔

ابراہیم تو اب گھر آ گیا تھا اور شادی میں بھی بہت کم وقت تھا تو اس لیے اس نے معلوم نہیں اپنی امی سے کیا بات کہ اور پھر سب کے سامنے ہی دعا کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے کر جانے لگا۔۔

"کیا کر رہے ہیں ابراہیم۔۔؟ کہاں لے جا رہے ہیں مجھے۔۔؟ دیکھیں تو سب لوگ ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔۔!!" دعا نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔۔

"خاموشی سے اچھے بچوں کی طرح چلو۔۔!!" اسے خاموش رہنے کا کہتے ہوئے گاڑی گیٹ سے نکال لے گیا۔اسے لئے وہ ایک بہت بڑے شاپنگ مال میں گیا تھا۔گاڑی پارکنگ میں کھڑی کر کے اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے باہر نکلا اور شاپنگ مال کے اندر داخل ہو گیا۔۔

یہ ایک بہت بڑی جویلری شاپ تھی جس میں لے کر وہ اس وقت آیا تھا۔دعا حیران تھی کہ وہ اس میں کیوں اسے لے کر آیا ہے۔۔؟

ابراہیم اسے ایک کرسی پر بٹھا کر اس میں کام کر رہی ایک لڑکی کی طرف گیا اور اس سے کچھ بات کہ اور پھر دعا کی طرف واپس آیا۔۔

ابراہیم کی حرکتیں دیکھ کر اس کو کچھ کھٹکا تھا،وہ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"آپ یہ کیا کر رہے ہیں ابراہیم۔۔؟"اس نے ڈرتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

"اپنی وائفی کو اور خوبصورت بنانے کا طریقہ ڈھونڈھا ہے۔۔!!"اس نے اپنے لبوں کو دباتے ہوئے اپنی امڑتی مسکراہٹ کو روک کر سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے اسے ساکت کر گیا تھا۔۔

"ابراہیم نہیں۔۔!!"وہ اس کی بات سمجھ کر فوراً اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر چیخی تھی۔۔

اسے اس طرح حواس باختہ سا دیکھ کر ابراہیم نے اپنا امڑتا قہقہہ روکا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جویلری شاپ میں بنی ایک طرف کیبن میں لے کر چلا گیا۔۔

"مجھے بہت درد ہوگا ابراہیم، نہیں کریں ایسا پلیز۔۔!!" وہ اس کے سینے پر مکے مارتے ہوئے التجاء کرتی رو پڑی تھی۔۔

"بلکل بھی درد نہیں ہوگا، میں ہوں ناں تمہارے ساتھ۔۔!!" اس کی آنکھوں میں نمی محسوس کرتے ہوئے وہ تڑپ اٹھا تھا۔ ابراہیم نے اسے تسلی دے کر اس کا سر اپنے سینے سے لگائے ہی اندر آنے والی لڑکی کو اشارہ کیا۔ اس نے بڑی صفائی سے پہلے اس کی ناک پر نشان لگایا تھا پھر فوراً اس کی ناک میں ابراہیم کی پسند کی ہوئی ہیرے کی نوز پن پہنا دیا۔ اس کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی۔۔

بہت خوبصورت نوز پن تھی جس میں ایک بڑے سے نگ کے بعد اس میں تین چھوٹے چھوٹے ہیرے کے نگ لٹکے ہوئے تھے۔۔

اس کے جانے کے بعد ابراہیم نے اپنے سینے سے اس کا چہرہ نرمی سے اٹھاتے سامنے کیا تھا اور اس کی آنکھوں سے بہتے اشکوں کو دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا۔۔

ابراہیم کی نظریں اس کی آنکھوں سے ہوتی ہوئی جب ناک پر پڑی تو وہ بے خود ہوا تھا۔۔

وہ اسے اتنی پیاری اور دل کے قریب لگی تھی کی وہ اسی بے خودی میں اس پر جھکا تھا اور اس کی چھوٹی سی ناک پر اپنے دہکتے ہوئے لبوں کو مس کیا۔۔

"آہ۔۔ہ۔۔!!" دعا کے منہ سے درد سے آہ نکلی تھی اور اس نے فوراً ابراہیم کے سینے پر رکھ کر ایک مکا مارا تھا۔اس کے غصے پر ابراہیم نے زور سے قہقہہ لگایا تھا اور اسے لے کر پیمنٹ کرتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔۔

گھر پہنچنے کے بعد سب نے دعا کی ناک دیکھتے ہوئے عش عش کر اٹھے تھے کیونکہ جو کام اب تک کوئی نہیں کر سکا تھا وہ ابراہیم بہت آسانی سے کر گیا تھا۔۔

سب لوگ خوش تھے کیونکہ یہی زندگی ہوتی ہے، جہاں کبھی خوشی ہوتی ہے تو کبھی غم ہوتے ہیں لیکن جب اپنے ساتھ ہوں تو سب آسان ہوتا ہے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ایک ہفتے بعد۔۔!

ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔گھر کے لان کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ایک گہما گہمی تھی جو پورے عروج پر پہنچ چکی تھی۔۔

اسٹیج پر دو دلہن اور دو دلہا اپنی اپنی نشست پر بیٹھ کر آنکھوں میں خوشیوں کی چمک لئے اپنی دلہنوں کے دلربا انداز پر فدا ہو رہے تھے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہیں نبا اور روشان کے نکاح کے بعد بھی لڑائی جاری تھی اور عفراء بختیار اپنے بختیار صاحب کا ہاتھ تھامے اپنے بیٹوں کے ولیمہ میں شرکت کرنے کے لئے بڑی شان سے داخل ہوتے ان کے قریب پہنچ گئی تھی۔۔

"ماشاءاللہ ہماری پارٹنر تو آج بختیار ولا کو ہلا کر آئیں ہوں گی۔۔؟ کیوں بڑی سہی کہہ رہا ہوں ناں۔۔؟" ابراہیم عفراء کے گلے لگتے ہی دلاور بختیار کو بیچ میں گھسیٹ کر پھلجھڑی چھوڑی تھی جس پر ایک فلک شگاف قہقہہ لگا تھا اور اس میں سب سے بلند قہقہہ دلاور بختیار کا تھا۔۔

"آپ لوگ فلحال اس پارٹنر کو چھوڑ کر اپنی اپنی پارٹنر پر دھیان دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ چودھری ولا میں بھی زلزلہ نہ آجائے۔۔!!" اس نے لب دباتے ہوئے ان کو مبارکباد دے کر وہ بھی انہیں میں شامل ہو گیا تھا۔۔

ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی جو اس وقت ان کے دروازے پر بڑی شان سے دستک دے رہی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/ مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842